مقالاتِ حکمت

جلد نمبر ۳۰

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مَاشَآءَ اللّٰهُ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ يَاحَيُّ يَاقَيُّوۡمُ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَحَبِيْبِنَا مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰٓى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَعِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ وَبِعَدَدِ خَلْقِكَ وَرِضٰى نَفْسِكَ وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ

مکشوفاتِ منازلِ احسانؒ

المعروف بہ

مقالاتِ حکمتِ دارالاحسانؒ

لِلتَّقْسِيْمِ وَالتَّوْزِيْعِ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

لانتفاعِ و النفع

لِجَمِيْعِ اُمَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

لمرضات اللہ تعالیٰ ورسولہ الکریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم۔ اٰمین

مؤلّف : ابوانیس محمّد برکتؒ علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام النّجاف الصّحاف لمقبول المصطفین ○ دارالاحسان فیصل آباد پاکستان

جلد سی ۳۰ ام

طبع ———— اوّل

مطبع ———— نثار آرٹ پریس پرائیویٹ لمیٹڈ، لاہور

طابع ———— المستفیض دارالاحسان، فیصل آباد

مقام اشاعت

المقام النّجاف الصّحاف المقبول المصطفین ◎ دارالاِحسان

المستفیض دارالاحسان چک ۲۴۲ ر۔ب (دسوہہ) سمندری روڈ ضلع فیصل آباد پنجاب پاکستان

فون نمبر: ۶۷۹۹۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا

وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ط
اور اللہ ہی کی بات سر بلند ہے۔ (التوبہ: ۴۰)

کتاب النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم

بسم الله الرحمن الرحيم ما شاء الله لا قوة الا بالله يا حي يا قيوم اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا ومولانا وحبيبنا محمد النبي الامي وعلى آله واصحابه وعترته بعدد كل معلوم لك وبعدد خلقك ورضى نفسك وزنة عرشك ومداد كلماتك استغفر الله الذي لا اله الا هو الحي القيوم وأتوب اليه يا حي يا قيوم

الحمد لله الذي جعل الظلمات والنور ثم الذين كفروا بربهم يعدلون ○ هذا كتاب من محمد رسول الله صلى الله
عليه وسلم النبي الامي المكي المدني التهامي الحجازي الابطحي صاحب القضيب والناقة والتاج والكرامة صاحب شهادة
لا اله الا الله وان محمدا رسول الله الى متصرف الدار والديار والزوار والعمار الا طارقا يطرق بخير○
اما بعد فان لنا ولكم في الحق سعة فان يكن طارقا موليا او مؤذيا او خدعنا حقا او باطلا او مؤذيا او مقتحما
فاتركوا حملة القرآن وانطلقوا الى عبدة الاوثان يرسل عليكما شواظ من نار ونحاس فلا تنتصران ○ بسم الله الرحمن
الرحيم ○ باسم الله وبالله ولا غالب الا الله ولا احد مثل الله ولا شئ سوى الله وبسم الله استفتح وعلى الله اتوكل
حامل كتابي هذا في امان الله وفي حفظه وفي كنفه وفي ستره اين ما كان وحيث ما توجه لا تقربوه ولا تفزعوه ولا
تضاروه قائما وقاعدا ونائما ولا في الاكل والشرب ولا في الليل والنهار ولا في يوم ولا في نهار ولا في بر و
لا في بحر وكلما سمعتم صوت حامل كتابي بالف لا حول ولا قوة الا بالله فادبروا عنه بلا اله الا الله محمد رسول
الله ، بالله الذي هو غالب على كل شيء وهو اعلى من كل شيء وهو على كل شيء قدير ، وبمحمد رسول الله النبي
الامي المبعوث الى الثقلين ○ اللهم احفظ حامل كتابي هذا ، بل من علق عليه هذه الاسماء بالاسم الذي هو مكتوب
على سرادقات العرش انه لا اله الا الله محمد رسول الله هو الغالب الذي لا يغلبه شيء ولا ينجو منه هارب ، فاعيذه
بالحي الذي لا يموت وبالعين التي لا تنام والعرش الذي لا يتحرك والكرسي الذي لا يزول وبالاسم الذي هو مكتوب في
اللوح المحفوظ وبالاسم الذي هو مكتوب في القرآن العظيم وبالاسم الذي حمل به عرش بلقيس الى سليمان ابن داود عليه
السلام قبل ان يرتد اليه طرفه وبالاسم الذي نزل به جبرائيل على النبي صلى الله عليه وسلم في يوم الاثنين وبالاسم الذي
هو مكتوب في قلب الشمس واعيذه بالاسم الذي سراه به السحاب الثقال ويسبح الرعد بحمده والملئكة من خيفته و
بالاسم الذي تجلى به الرب عز وجل لموسى ابن عمران فخر موسى صعقا ، وبالاسم الذي كتب به على ورق الزيتون
والقى في النار فلم يحترق ، وبالاسم الذي مشى به الخضر عليه السلام على الماء فلم يبتل قدماه ، وبالاسم الذي
نطق به عيسى وهو ابن مريم في المهد صبيا وابرء الاكمه والابرص باذن الله واحيى الموتى باذن الله ، وبالاسم الذي
نجى به يوسف من الجب وبالاسم الذي نجا به ابراهيم عليه السلام من نار نمرود حين القي في النار وبالاسم الذي نجا به
يونس من بطن الحوت وبالاسم الذي فلق به البحر لموسى ابن عمران وجعل كل فرق كالطود العظيم واعيذه بتسع
آيات التي نزلت على موسى ابن عمران بطور سيناء ، واعيذه من كل عين ناظرة وكل اذن سامعة والسن ناطقة وايد
باطشة وقلوب واعية في صدور خاوية وانفس كافرة ومن كل من يعمل عمل السوء ومن سوء شر التوابع والسحرة و
من في الجبال والارض والخراب والعمران وساكن الآجام وساكن البحار وساكن ضيق الظلم واعيذه من شر الشياطين
وجنودهم ومن شر كل غول وغولة وساحر وساحرة وساكن وساكنة وتابع وتابعة ومن شرهم وشر آبائهم
وامهاتهم وابنائهم وبناتهم واخوانهم وعماتهم وخالاتهم وقرابتهم ومن شر الموارد والمعرة والطيارات ومن شر
ساكن الجبال والتراب والعمران والرياض والخراب ومن شر من في البر والبحر والجبال ومن يسكن في الظلمات ومن
شر من يسكن في العيون ومن يمشي في الاسواق ويكون مع الدواب والمواشي والوحوش ويسترق السمع ومن اذا قيل
لا اله الا الله يذوب كما يذوب الرصاص والحديد على النار ومن شر ما يكون في الارحام والآجام والآطام ومن شر ما
يوسوس في صدور الناس من الجنة والناس واعيذه من الخطر والنظر والكبر هيا شرا هيا مهلا ، الله هو اجل واعز واقدر من
الجنة والناس واعيذه من كل عين باغية واذن سامعة ومن شر الداخل والخارج ومن شر عفاريت الجن والانس ومن شر
كل ذي شر ومن شر كل غاد ورائح ومن شر ساكن الرياح من عجمي وفصيح ونائم ويقظان واعيذه من شر من تنظر اليه الابصار
وتضم اليه القلوب ومن شر ساكن الارض وساكن الزوايا ومن شر من يصنع الخطيئة ويولع بها ومن شر ما تنظر اليه الابصار
واعيذه من شر ابليس وجنوده ومن شر الشياطين ○

یہ مقدس مکتوب پیرس (فرانس) کے شاہی عجائب گھر سے دستیاب ہوا
پاکستان میں اسکی پہلی بار اشاعت کا شرف دارالاحسان کو نصیب ہوا

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ مَاشَاءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یَاحَیُّ یَاقَیُّومُ

تذکرہ حضرت مریم و عیسیٰ سلامُ اللہ علیہما

آلِ عمران کا ذِکرِ خیر

اِنَّ اللّٰہَ اصطَفٰۤی اٰدَمَ — اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ

وَنُوحًا وَّاٰلَ اِبرٰھِیمَ — حضرت نوحؑ، آلِ ابراہیمؑ

وَاٰلَ عِمرٰنَ عَلَی — اور خاندانِ عمرانؑ کو تمام جہان

العٰلَمِینَ ۝ ذُرِّیَّۃً — کے لوگوں میں منتخب فرمایا تھا۔

بَعضُھَا مِنْ بَعضٍ — ان میں سے بعض بعض کی اولاد

وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ٥ | تھے۔ اور اللہ تعالیٰ سننے والا

(آل عمران: ۳۳ تا ۳۴) | (اور) جاننے والا ہے۔

حضرت مریمؑ کی والدہ کا اللہ کے لیے نذر ماننا

اِذۡ قَالَتِ امۡرَاَتُ عِمۡرٰنَ رَبِّ اِنِّیۡ نَذَرۡتُ لَکَ مَا فِیۡ بَطۡنِیۡ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلۡ مِنِّیۡ ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ٥

(آل عمران: ۳۵)

(وہ وقت یاد کرنے کے لائق ہے) جب عمرانؓ کی زوجہ نے کہا کہ اے پروردگار! جو (بچہ) میرے پیٹ میں ہے، میں اس کو تیری نذر کرتی ہوں۔ اسے دنیا کے کاموں سے آزاد رکھوں گی تو (اسے) میری طرف سے قبول فرما تو خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔

حضرت مریمؑ کی پیدائش و پرورش

فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ
رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَآ اُنْثٰی ط
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ ط
وَلَيْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى ج
وَاِنِّیْ سَمَّيْتُهَا مَرْيَمَ وَاِنِّیْ
اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا
مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ
حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا
حَسَنًا لا وَّكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ط
كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا

پھر جب ان کے ہاں بچہ پیدا
ہوا، اور جو کچھ ان کے ہاں پیدا
ہوا اللہ کو خوب معلوم تھا تو کہنے
لگیں کہ اے پروردگار! میرے
تو لڑکی ہوئی ہے اور (نذر کیلئے)
لڑکا (موزوں تھا کیونکہ وہ) لڑکی
کی طرح (ناتواں) نہیں ہوتا۔ اور
میں نے اس کا نام مریمؑ رکھا ہے
اور میں اس کو اور اسکی اولاد
کو شیطان مردود سے تیری پناہ
میں دیتی ہوں تو پروردگار نے
اس کو پسندیدگی کے ساتھ قبول

الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ
عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ
يٰمَرْيَمُ اَنّٰى
لَكِ هٰذَا ۭ قَالَتْ
هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ
اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ
يَّشَاۗءُ بِغَيْرِ
حِسَابٍ ۝

(آلِ عمران)

(۳۶ تا ۳۷)

فرمایا اور اسے اچھی طرح پرورش کیا اور حضرت زکریا علیہ السّلام کو اس کا متکفّل بنایا۔ زکریاؑ جب کبھی عبادت گاہ میں اسکے پاس جاتے تو اس کے پاس کھانا پاتے (یہ کیفیت دیکھ کر ایک دن مریمؑ سے) پوچھنے لگے کہ اے مریمؑ! یہ کھانا تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے؟ وہ بولیں اللہ کے ہاں سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بیشمار رزق عطا کرتا ہے۔

کفالتِ مریمؑ کے لیے قرعہ اندازی

ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ
الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ؕ
وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ
اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ
اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ۪
وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ
اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ۝

(آلعمران : ۴۴)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) یہ باتیں
اخبارِ غیب میں سے ہیں جو ہم
تمہارے پاس بھیجتے ہیں۔ اور
جب وہ لوگ اپنے قلم (بطور
قرعہ) ڈال رہے تھے کہ مریمؑ کا
متکفّل کون بنے تو آپ
اُس وقت اُن کے پاس نہیں
تھے اور نہ ہی اس وقت
ان کے پاس تھے جب وہ
آپس میں جھگڑ رہے تھے۔

حضرتِ مریمؑ کی شان کا تذکرہ

وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ	اور (وہ وقت بھی قابلِ ذکر ہے)
يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ	جب فرشتوں نے (مریمؑ سے)
وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰكِ	کہا کہ اے مریمؑ! اللہ نے تمہیں
عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ ۝	برگزیدہ کیا ہے اور پاک بنایا ہے
(آلعمران : ۴۲)	اور جہان بھر کی عورتوں میں منتخب
	کیا ہے۔

حضرت مریمؑ کو عبادت گزاری کا حکم

يٰمَرْيَمُ اقْنُتِيْ	اے مریمؑ! اپنے پروردگار کی
لِرَبِّكِ وَ اسْجُدِيْ	فرمانبرداری کرتی رہو اور سجدہ
وَ ارْكَعِيْ مَعَ	کرو اور رکوع کرنے والوں

الرّٰكِعِيْنَ ۝	کے ساتھ (یعنی اللہ کے
(آلعمران : ۴۳)	دوسرے مخلص بندوں کی مانند)
	رکوع کرو۔

حضرتِ مریمؑ کو ولادتِ عیسٰیؑ کی خوشخبری

اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ	(وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے)
يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ	جب فرشتوں نے (مریمؑ سے) کہا
يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ	کہ اے مریمؑ! اللہ تعالیٰ تمہیں
مِّنْهُ ۖ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ	اپنی طرف سے ایک فیض کی
عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ	بشارت دیتا ہے جس کا نام
وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا	مسیح (اور مشہور) عیسےٰ بن مریم
وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ	ہوگا (اور جو) دنیا اور آخرت
الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ وَيُكَلِّمُ	میں باآبرو اور اللہ کے خاصوں

النَّاسَ فِی الْمَهْدِ	ہیں سے ہوگا اور وہ ماں کی
وَ کَھْلًا وَّ مِنَ	گود میں اور بڑی عمر کا ہو کر (دونوں
الصّٰلِحِیْنَ ۝	حالتوں میں) لوگوں سے (یکساں)
(آلِ عمران - ۴۵ تا ۴۶)	گفتگو کرے گا اور نیکو کاروں
	میں ہوگا۔

حضرت مریمؑ کا تعجّب اور اسکی وجہ

قَالَتْ رَبِّ اَنّٰی	مریمؑ بولیں۔ پروردگار، میرے
یَکُوْنُ لِیْ وَلَدٌ وَّلَمْ	ہاں بچہ کیونکر ہوگا کہ کسی انسان
یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ قَالَ	نے مجھے ہاتھ تک نہیں لگایا!
کَذٰلِکِ اللّٰہُ یَخْلُقُ	فرمایا کہ اللہ اسی طرح جو چاہتا ہے
مَا یَشَآءُ اِذَا قَضٰۤی	پیدا کرتا ہے۔ جب وہ کوئی
اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ	کام کرنا چاہتا ہے تو ارشاد فرما

لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ۝ دیتا ہے کہ ہوجا تو وہ ہوجاتا
(آلعمران : ۴۷) ہے۔

ولادتِ عیسٰیؑ کا واقعہ!

وَاذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ اور کتاب (قرآن) میں مریم کا
مَرۡیَمَ ۘ اِذِ انۡتَبَذَتۡ بھی مذکور کرو۔ جب وہ اپنے
مِنۡ اَہۡلِہَا مَکَانًا لوگوں سے الگ ہوکر مشرق کی
شَرۡقِیًّا ۙ﴿ فَاتَّخَذَتۡ طرف چلی گئیں تو انہوں نے انکی
مِنۡ دُوۡنِہِمۡ حِجَابًا ۪ٞ طرف سے پردہ کرلیا (اس وقت)
فَاَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡہَا رُوۡحَنَا ہم نے ان کی طرف اپنا فرشتہ
فَتَمَثَّلَ لَہَا بَشَرًا بھیجا تو وہ ان کے سامنے ٹھیک
سَوِیًّا ﴿ قَالَتۡ اِنِّیۡۤ آدمی (کی شکل) بن گیا۔ (مریمؑ)
اَعُوۡذُ بِالرَّحۡمٰنِ مِنۡکَ بولیں کہ اگر تم پرہیزگار ہو تو میں

م وقف لازم

إِن كُنتَ تَقِيًّا ۝ قَالَ إِنَّمَا	تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں
أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ ۖ	وہ بولا کہ میں تو تمہارے پروردگار
لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ۝	کا بھیجا ہوا (یعنی فرشتہ) ہوں
قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي	اور اس لیے آیا ہوں کہ تمہیں
غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي	پاکیزہ لڑکا بخشوں (مریمؑ نے)
بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا ۝	کہا کہ میرے ہاں لڑکا کیونکر ہوگا
قَالَ كَذَٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ	مجھے کسی بشر نے چھوا تک نہیں
هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۖ وَلِنَجْعَلَهُ	(یعنی میں نہ تو شادی شدہ ہوں)
آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً	اور نہ ہی بدچلن ہوں (فرشتے
مِّنَّا ۚ وَكَانَ أَمْرًا	نے) کہا کہ یونہی (ہوگا) تمہارے
مَّقْضِيًّا ۝ فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ	پروردگار نے فرمایا کہ یہ مجھے
بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ۝	آسان ہے اور (میں اسے اسی
فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ	طریق پہ پیدا کروں گا) تاکہ اسکو

اِلٰی جِذۡعِ النَّخۡلَۃِ ۚ
قَالَتۡ یٰلَیۡتَنِیۡ مِتُّ
قَبۡلَ ھٰذَا وَ کُنۡتُ نَسۡیًا
مَّنۡسِیًّا ۝ فَنَادٰىہَا مِنۡ
تَحۡتِہَاۤ اَلَّا تَحۡزَنِیۡ
قَدۡ جَعَلَ رَبُّکِ
تَحۡتَکِ سَرِیًّا ۝ وَ
ھُزِّیۡۤ اِلَیۡکِ بِجِذۡعِ
النَّخۡلَۃِ تُسٰقِطۡ عَلَیۡکِ
رُطَبًا جَنِیًّا ۝ فَکُلِیۡ
وَ اشۡرَبِیۡ وَ قَرِّیۡ
عَیۡنًا ۚ فَاِمَّا تَرَیِنَّ
مِنَ الۡبَشَرِ اَحَدًا ۙ

لوگوں کے لیے اپنی طرف سے
نشانی اور ذریعۂ رحمت (ومہربانی)
بناؤں اور یہ کام مقرر ہو چکا ہے
تو وہ اس (بچے) کے ساتھ
حاملہ ہو گئیں اور (اسے شکم میں) لیکر
ایک دُور جگہ چلی گئیں۔ پھر
دردِ زہ اُن کو کھجور کے تنے کی
طرف لے آیا۔ کہنے لگیں کاش
مَیں اِس سے پہلے مر چکی ہوتی
اور بھولی بسری ہو گئی ہوتی۔
اس وقت انکے نیچے کی جانب
سے فرشتے نے انکو آواز دی کہ
غمناک نہ ہو۔ تمہارے پروردگار

فَقُولِيٓ إِنِّي نَذَرْتُ
لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ
أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا ۚ
فَأَتَتْ بِهِۦ قَوْمَهَا
تَحْمِلُهُۥ ۖ قَالُوا يَٰمَرْيَمُ
لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا
يَٰٓأُخْتَ هَٰرُونَ مَا
كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ
سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ
أُمُّكِ بَغِيًّا ۖ فَأَشَارَتْ
إِلَيْهِ ۖ قَالُوا كَيْفَ
نُكَلِّمُ مَن كَانَ
فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ۝

نے تمہارے نیچے ایک چشمہ
پیدا کر دیا ہے اور کھجور کے تنے
کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ، تم پر
تازہ تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی
تو کھاؤ اور پیو اور (اپنے فرزند
ارجمند کو دیکھ کر) آنکھیں ٹھنڈی
کرو۔ اگر تم کسی آدمی کو دیکھو تو
(اشارے سے) کہنا کہ میں نے
اللہ کے لیے (خاموشی کے) روزے
کی مَنّت مانی ہے تو آج میں
کسی آدمی سے ہرگز کلام نہیں
کروں گی۔ پھر وہ اس (بچے)
کو اُٹھا کر اپنی قوم کے لوگوں کے

قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰہِ ۛ قف
اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ
نَبِیًّا ۙ وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا
اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ
بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ مَا
دُمْتُ حَیًّا ۙ وَّبَرًّا
بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ
یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا ۝
وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ
وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ
وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ۝
ذٰلِکَ عِیْسَی ابْنُ
مَرْیَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ

پاس لے آئیں۔ وہ کہنے لگے
کہ مریمؑ! یہ تو تُو نے بُرا کام کیا۔
اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا
باپ ہی بد اطوار آدمی تھا اور
نہ تیری ماں ہی بدکار تھی! تو مریمؑ
نے اس لڑکے کی طرف اشارہ کیا۔
وہ بولے کہ ہم اِس سے کہ گود کا
بچہ ہے، کیونکر بات کریں؟ (بچے
نے) کہا کہ مَیں اللہ کا بندہ ہوں
اُس نے مجھے کتاب دی ہے اور
نبی بنایا ہے اور میں جہاں ہوں
اور (جس حال میں ہوں) مجھے
صاحبِ برکت کیا ہے اور جب

الَّذِیْ فِیْهِ
یَمْتَرُوْنَ ۝
مَا کَانَ لِلّٰهِ
اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ
وَّلَدٍ سُبْحٰنَهٗ ط
اِذَا قَضٰٓی اَمْرًا
فَاِنَّمَا یَقُوْلُ
لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝
(مریم : ۱۶
تا ۳۵)

تک زندہ ہوں مجھکو نماز اور
زکوٰۃ کا ارشاد فرمایا ہے اور
(مجھے) اپنی ماں کے ساتھ نیک
سلوک کرنے والا (بنایا ہے) اور
سرکش و بدبخت نہیں بنایا اور جس
دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں
گا اور جس دن زندہ کر کے اُٹھایا
جاؤں گا مجھ پر سلام (و رحمت)
ہے۔ یہ مریمؑ کے بیٹے عیسٰیؑ ہیں
(اور یہ) سچی بات ہے جس میں
لوگ شک کرتے ہیں اور اللہ
کو سزاوار نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے
وہ پاک ہے۔ جب کسی چیز کا

ارادہ کرتا ہے تو اس کو یہی کہتا
ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔

یہود کا حضرت مریمؑ پر بہتان باندھنا

بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ۝

(النساء آیت ۱۵۵ تا ۱۵۶-)

بلکہ اُن کے کُفر کے سبب اللہ نے اُن (کے دلوں) پر مُہر کر دی ہے تو یہ کم ہی ایمان لاتے ہیں اور ان کے کُفر کے سبب اور مریمؑ پر ایک بڑا بہتان باندھنے کے سبب (اللہ نے انہیں ملعون کر دیا)

حضرت مریمؑ کی پاکبازی اور حضرت عیسٰےؑ کی بِن باپ ولادت

وَالَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

اور یاد کرو اُس خاتون کو جس نے

فَنَفَخْنَا فِيهَا مِنْ	اپنی عصمت کو محفوظ رکھا پس
رُّوحِنَا وَجَعَلْنٰهَا	ہم نے پھونک دیا اس میں
وَابْنَهَا آيَةً لِّلْعٰلَمِينَ ۝[1]	اپنی رُوح سے اور ہم نے اسے
	اور اس کے بیٹے کو سارے جہان
(الانبیاء - ۹۱)	والوں کے لیے (اپنی قدرت کی)
	نشانی بنا دیا۔

[1] یہاں لفظ "اٰیتین" کی بجائے واحد ("اٰیۃً") استعمال کر کے آپؑ کی بِن باپ ولادت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ نیز قرآن کی کئی دوسری آیات میں ولادتِ مسیحؑ اور یہود کے بہتان کو بیان کرتے کا خاص انداز بھی اِسی کی تائید کرتا ہے۔

حضرت مریمؑ کی پاکبازی مومنوں کے لیے ایک مثال ہے

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا	اور اللہ تعالیٰ مومنوں کے لیے
لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ	(ایک) مثال (تو) فرعون کی
فِرْعَوْنَ ۘ اِذْ قَالَتْ	بیوی کی بیان فرماتا ہے کہ اُس
رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ	نے التجا کی کہ اے میرے پروردگار
بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَ	میرے لیے بہشت میں اپنے
نَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ	پاس ایک گھر بنا اور مجھے فرعون
وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ	اور اس کے اعمال (بد) سے
الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۙ	نجات بخش اور ظالم لوگوں کے
وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرٰنَ	ہاتھ سے مجھے مخلصی عطا فرما۔
الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا	اور (دوسری مثال) عمران کی
فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ	بیٹی مریمؑ کی جنہوں نے اپنی
	شرمگاہ کو محفوظ رکھا تو ہم

وقف لازم

رُوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۝

(التحریم : ۱۲)

نے اس میں اپنی رُوح پھونک دی اور وہ اپنے پروردگار کے کلام اور اسکی کتابوں کو برحق سمجھتی تھیں اور فرمانبرداروں میں سے تھیں۔

حضرت مریمؑ و عیسٰیؑ اللہ کی قدرتِ کاملہ کی نشانی ہیں

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝

(المومنون - ۵۰)

اور ہم نے مریمؑ کے بیٹے (عیسٰے علیہ السّلام) اور ان کی والدہ کو (اپنی) نشانی بنایا تھا اور انکو ایک اونچی جگہ پر جو رہنے کے لائق تھی اور جہاں (نتھرا ہوا) پانی جاری تھا، پناہ دی تھی۔

قدرتِ الٰہی کے لیے حضرت آدمؑ و عیسیٰؑ کی پیدائش یکساں ہے

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ (آلعمران : ۵۹)

عیسٰیؑ کا حال اللہ کے نزدیک آدمؑ کا سا ہے کہ اُس نے (پہلے) مٹی سے ان کا قالب بنایا پھر فرمایا کہ (انسان) ہو جا تو وہ (انسان) ہو گئے۔

سب نبیؑ ایک ہی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ

(مسلمانو!) کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو (کتاب) ہم پر اُتری اس پر اور جو (صحیفے) ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ اسحاقؑ، یعقوبؑ اور ان کی

وَمَا اُوْتِیَ مُوْسٰی وَ
عِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ
مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ
بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ
لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝

(البقرۃ : ۱۳۶)

اولاد پر نازل ہوئے ان پر اور
جو (کتابیں) موسیٰؑ و عیسےٰؑ کو عطا
ہوئیں اُن پر اور جو اور پیغمبروں کو
انکے پروردگار کی طرف سے
ملیں اُن پر (ہم سب پر ایمان لائے
اور) ہم ان پیغمبروں سے کسی میں کچھ
فرق نہیں کرتے اور ہم اسی (معبود
واحد) کے فرمانبردار ہیں۔

❁

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ
عَلَیْنَا وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ
وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ
وَیَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ
وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی

کہو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور
جو کتاب ہم پر نازل ہوئی اور جو
صحیفے ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ و اسحٰقؑ
و یعقوبؑ اور آنکی اولاد پر اُترے
اور جو کتابیں موسیٰؑ و عیسےٰؑ اور دیگر

وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ	انبیاء کو پروردگار کیطرف سے
رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ	ملیں، ہم سب پر ایمان لائے
اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ	ہم ان پیغمبروں میں سے کسی میں
مُسْلِمُوْنَ ○	کچھ فرق نہیں کرتے اور ہم اُسی
(آلعمران : ۸۴)	(معبودِ برحق) کے فرمانبردار ہیں

❁

اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ	(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے
اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ	آپ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی
مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَاَوْحَيْنَآ	ہے جس طرح نوحؑ اور ان سے پچھلے
اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ	پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی اور ابراہیمؑ
وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَ	واسمٰعیلؑ واسحاقؑ ویعقوبؑ اور
الْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى	اولادِ یعقوبؑ اور عیسٰےؑ اور ایوبؑ
وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَ	اور یونسؑ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ
هٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ ۚ	کی طرف بھی ہم نے وحی بھیجی تھی

وَ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ زَبُوۡرًا ۚ — اور داؤدؑ کو ہم نے زبور بھی عنایت کی تھی۔

(النسآء - ۱۶۳)

❁

وَ اِذۡ اَخَذۡنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیۡثَاقَہُمۡ وَ مِنۡکَ وَ مِنۡ نُّوۡحٍ وَّ اِبۡرٰہِیۡمَ وَ مُوۡسٰی وَ عِیۡسَی ابۡنِ مَرۡیَمَ ۪ وَ اَخَذۡنَا مِنۡہُمۡ مِّیۡثَاقًا غَلِیۡظًا ۙ لِّیَسۡـَٔلَ الصّٰدِقِیۡنَ عَنۡ صِدۡقِہِمۡ ۚ وَ اَعَدَّ لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا اَلِیۡمًا ۝

(الاحزاب: ۷ تا ۸)

اور جب ہم نے پیغمبروںؑ سے عہد لیا اور تم سے اور نوحؑ سے اور ابراہیمؑ و موسیٰؑ اور عیسےٰؑ بن مریمؑ سے۔ اور عہد بھی ان سے پختہ لیا تاکہ سچ کہنے والوں سے انکی سچائی کے بارے میں دریافت کرے اور اس نے کافروں کے لیے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

❁

وَ زَکَرِیَّا وَ یَحۡیٰی وَ — اور زکریاؑ اور یحیٰؑ اور عیسےٰؑ اور

عِیْسٰی وَ اِلْیَاسَ ؕ کُلٌّ مِّنَ	الیاسؑ کو بھی (ہم نے اپنی راہ
الصّٰلِحِیْنَ ۙ وَ	دکھائی تھی) یہ سب نیکوکار تھے
اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ	اور اسی طرح اسمٰعیلؑ اور الیسعؑ
یُوْنُسَ وَ لُوْطًا ؕ وَ کُلًّا	اور یونسؑ اور لوطؑ کو بھی۔ اور ان سب
فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ۙ	کو جہان بھر کے لوگوں پر فضیلت
وَ مِنْ اٰبَآئِہِمْ وَ	بخشی تھی اور بعض بعض کو انکے
ذُرِّیّٰتِہِمْ وَ اِخْوَانِہِمْ ۚ	باپ دادا اور اولاد اور بھائیوں
وَ اجْتَبَیْنٰہُمْ وَ	میں سے بھی۔ اور انکو برگزیدہ کیا
ہَدَیْنٰہُمْ اِلٰی صِرَاطٍ	تھا اور سیدھا راستہ دکھایا
مُّسْتَقِیْمٍ ۝ (الانعام ۔ ۸۵ تا ۸۷)	تھا۔

سب نبی اسلام ہی کی تبلیغ کرتے رہے

شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ	اُس نے تمہارے لیے دین کا

مَا وَصّٰى بِهٖ نُوۡحًا وَّالَّذِىۡۤ	وہی راستہ مقرر کیا جس (کے
اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ وَمَا وَصَّيۡنَا	اختیار کرنے) کا نوحؑ کو حکم دیا تھا
بِهٖۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَمُوۡسٰى	اور جس کی (اے محمد صلے اللہ علیہ
وَعِيۡسٰۤى اَنۡ اَقِيۡمُوا الدِّيۡنَ	وسلّم) ہم نے تمہاری طرف وحی
وَلَا تَتَفَرَّقُوۡا فِيۡهِ ؕ	بھیجی ہے اور جس کا ابراہیمؑ
كَبُرَ عَلَى الۡمُشۡرِكِيۡنَ مَا	اور موسیٰؑ اور عیسےٰؑ کو حکم دیا تھا۔
تَدۡعُوۡهُمۡ اِلَيۡهِ ؕ اَللّٰهُ	(وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور
يَجۡتَبِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ	اس میں پھوٹ نہ ڈالنا جس
وَيَهۡدِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ	چیز کی طرف آپ مشرکوں کو بلاتے
يُّنِيۡبُ ۞ وَمَا تَفَرَّقُوۡۤا اِلَّا	ہیں وہ انہیں بہت دشوار گزرتی
مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ	ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی
الۡعِلۡمُ بَغۡيًۢا بَيۡنَهُمۡ ؕ	بارگاہ کا برگزیدہ کر لیتا ہے اور
(الشوریٰ ۱۳، ۱۴)	جو اسکی طرف رجوع کرے،

اُسے اپنی طرف رستہ دکھا دیتا ہے
اور یہ لوگ جو الگ الگ
ہوئے ہیں تو علم (حق)
آچکنے کے بعد آپس کی ضِد سے
(ہوئے ہیں)

(الشوریٰ ۱۳-۱۴)

حضرت عیسٰیؑ کا طریقہ دیگر انبیاء سے مختلف نہ تھا

وَ قَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ
بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ
مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ
يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ
وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ
هُدًى وَّ نُوْرٌ ۙ وَّ

اور ان پیغمبروںؑ کے بعد انہی
کے قدموں پر ہم نے عیسٰیؑ بن مریمؑ
کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی
کتابِ تورات کی تصدیق کرتے
تھے اور ان کو انجیل عنایت
کی جس میں ہدایت اور نور ہے

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ	اور توراۃ کی، جو اس سے پہلی
يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ	(کتاب) ہے، تصدیق کرتی ہے
وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً	اور پرہیزگاروں کو راہ بتاتی اور
لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝	نصیحت کرتی ہے۔

(المائدہ - ۴۶)

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ	پھر ان کے بعد انہی کے قدموں
بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى	پر (اور) پیغمبر بھیجے اور انکے پیچھے
ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ	مریم کے بیٹے عیسٰیؑ کو بھیجا اور
الْاِنْجِيْلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِيْ	انکو انجیل عنایت کی اور جن
قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ	لوگوں نے ان کی پیروی کی، ان
رَاْفَةً وَّرَحْمَةً ۭ وَرَهْبَانِيَّةَ	کے دلوں میں شفقت اور
اِۨبْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا	مہربانی ڈال دی اور لذّات

عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۖ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝

(الحدید : ۲۷)

سے کنارہ کشی کی راہ تو انہوں نے خود نکالی ہم نے انہیں اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ مگر (انہوں نے اپنے خیال میں) اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے (آپ ہی ایسا کر لیا تھا) پھر جیسا اس کو نباہنا چاہیئے تھا، نباہ بھی نہ سکے پس جو لوگ ان میں سے ایمان لائے، ان کو ہم نے ان کا اجر دیا اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔

حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلّم کی ولادت کی خوشخبری

وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ۗ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

اور (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب عیسٰےؑ ابنِ مریمؑ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل مَیں تمہارے پاس اللہ کا بھیجا ہوا آیا ہوں (اور) جو (کتاب) مجھ سے پہلے آ چکی ہے (یعنی) تورات، اسکی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر کی بشارت سناتا ہوں جو میرے بعد آئیں گے اور ان کا اسمِ گرامی احمدؐ ہوگا (پھر) جب وہ لوگوں کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو کہنے

(الصف : ۶) لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

حضرت مسیحؑ صرف بنی اسرائیل کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝ (آل عمران ۴۸، ۴۹)

اور (اے مریمؑ تمہارے فرزند عیسےٰؑ کو) اللہ تعالیٰ حکمت اور تورات و انجیل سکھائے گا اور اُسے رسول بنا کر بنی اسرائیل کی طرف بھیجے گا۔

حضرت عیسےٰؑ کے معجزات

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ز وَ

اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب عنایت کی اور انکے پیچھے یکے بعد دیگرے پیغمبر بھیجتے رہے

اٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ	اور عیسٰے بن مریم کو کھلے نشانات
مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَ اَیَّدْنٰهُ	بخشے اور روح القدس (یعنی
بِرُوْحِ الْقُدُسِ ؕ اَفَكُلَّمَا	جبرئیلؑ) سے ان کو مدد دی تو
جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا	جب کوئی پیغمبر تمہارے پاس
لَا تَهْوٰۤی اَنْفُسُكُمُ	ایسی باتیں لے کر آئے جن کو تمہارا
اسْتَكْبَرْتُمْ ۚ فَفَرِیْقًا	جی نہیں چاہتا تھا تو تم سرکش
كَذَّبْتُمْ ؗ وَ فَرِیْقًا	ہو جاتے رہے اور ایک گروہ
تَقْتُلُوْنَ ۝	(انبیاء) کو تم جھٹلاتے رہے
(البقرہ : ۸۷)	اور ایک گروہ کو قتل کرتے
	رہے ۔
تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا	یہ پیغمبر (جو ہم وقتاً فوقتاً بھیجتے
بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۘ	رہے ہیں) ان میں سے ہم نے

مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ
وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ
وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ
مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَ
اَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ

(البقرۃ: ۲ : ۲۵۳)

بعض کو بعض پر فضیلت دی
ہے بعض ایسے ہیں جن سے
اللہ نے گفتگو کی اور بعض کے
(دوسرے امور میں) مرتبے بلند
کیے اور عیسٰے بن مریم کو ہم نے
کھلی ہوئی نشانیاں عطا کیں اور
روح القدس سے ان کو مدد
دی۔

❁

اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ
بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ
اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ
الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ

(عیسٰے علیہ السلام بنی اسرائیل کی
طرف پیغمبر ہو کر جائیں گے
اور کہیں گے کہ) میں تمہارے
پاس تمہارے پروردگار کی طرف

فَانْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ
طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ
وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ
وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ
الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ
وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ
وَمَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ
بُيُوْتِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمُصَدِّقًا
لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ
التَّوْرٰىةِ وَلِاُحِلَّ
لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ

سے نشانی لے کر آیا ہوں وہ یہ
کہ تمہارے سامنے مٹی کی مُورت
بشکلِ پرند بناتا ہوں پھر اس میں
پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے
کے حکم سے (سچ مچ) جانور ہو
جاتا ہے اور اندھے اور کوڑھی
کو تندرست کر دیتا ہوں اور
اللہ کے حکم سے مُردے میں جان
ڈال دیتا ہوں اور جو کچھ تم کھا
کر آتے ہو اور جو اپنے گھروں
میں جمع کر رکھتے ہو، سب تم
کو بتا دیتا ہوں ۔ اگر تم صاحبِ
ایمان ہو تو ان معجزوں میں تمہارے

عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ	لیے (میری صداقت کی) بڑی
مِّنْ رَّبِّكُمْ	نشانی ہے اور مجھ سے پہلے
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ	جو تورات (نازل ہوئی) تھی
اَطِيْعُوْنِ ۝	اس کی تصدیق بھی کرتا ہوں
اِنَّ اللّٰهَ رَبِّيْ	اور (میں) اس لیے بھی (آیا ہوں)
وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ	کہ بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں
هٰذَا صِرَاطٌ	انکو تمہارے لیے حلال کردوں
مُّسْتَقِيْمٌ ۝	اور میں تو تمہارے پروردگار
	کی طرف سے نشانی لے کر
(آل عمران)	آیا ہوں تو اللہ سے ڈرو اور
(۴۹ تا ۵۱)	میرا کہا مانو۔ کچھ شک نہیں کہ
	اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار
	ہے تو اسی کی عبادت کرو (اور
	یہی سیدھا راستہ ہے۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی	اور جب اللہ (عیسٰیؑ سے) فرمائے
ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ	گا کہ اے عیسٰیؑ بن مریمؑ! میرے
نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَ	اُن احسانوں کو یاد کرو جو میں
عَلٰی وَالِدَتِكَ اِذْ	نے تم پر اور تمہاری والدہ پر کیے
اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قف	جب میں نے رُوح القدس (یعنی
تُکَلِّمُ النَّاسَ فِی	جبریلؑ) سے تمہاری مدد کی تم
الْمَهْدِ وَکَهْلًا ج وَ	جھولے میں اور جوان ہو کر
اِذْ عَلَّمْتُكَ الْکِتٰبَ	(ایک ہی نسق پر) لوگوں سے
وَالْحِکْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ	گفتگو کرتے تھے اور جب
وَالْاِنْجِیْلَ ج وَاِذْ تَخْلُقُ	میں نے تم کو کتاب اور دانائی
مِنَ الطِّیْنِ کَهَیْـَٔةِ	اور تورات اور انجیل سکھائی
الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ	اور جب تم میرے حکم سے مٹی
فِیْهَا فَتَکُوْنُ طَیْرًا م	کا جانور بنا کر اس میں پھونک

وقف لازم

بِاِذْنِیْ وَ تُبْرِئُ الْاَکْمَهَ	مارتے تھے تو وہ میرے حکم سے اڑنے
وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ وَاِذْ	لگتا تھا اور مادر زاد اندھے اور
تُخْرِجُ الْمَوْتٰی بِاِذْنِیْ	سفید داغ والے کو میرے حکم سے
وَاِذْ کَفَفْتُ بَنِیْ	چنگا کر دیتے تھے اور مُردے کو (زندہ
اِسْرَآئِیْلَ عَنْکَ اِذْ جِئْتَهُمْ	کر کے قبر سے) نکال کھڑا کرتے تھے
بِالْبَیِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِیْنَ	اور جب میں نے بنی اسرائیل (کے
کَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ	ہاتھوں) کو تم سے روک دیا جب
هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ٥	تم انکے پاس کُھلے کُھلے نشان لیکر
وَاِذْ اَوْحَیْتُ اِلَی	آئے تو جو اُن میں سے کافر تھے،
الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ	کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے
اٰمِنُوْا بِیْ وَبِرَسُوْلِیْ	اور جب میں نے حواریوں کی طرف
قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ	حکم بھیجا کہ مجھ پر اور میرے پیغمبر پر ایمان
بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ٥	لاؤ تو وہ کہنے لگے کہ (پروردگار)

(المائدہ) ہم ایمان لائے تو شاہد رہیو

(۱۱۰ تا ۱۱۱) کہ ہم فرمانبردار ہیں۔

حواریوں کا تذکرہ

یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ	اے مومنو! اللہ کے (دین کے)
اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ	مددگار بن جاؤ جیسے عیسٰیؑ بن مریمؑ
كَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ	نے حواریوں سے کہا کہ (بھلا)
مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ	کون ہیں جو اللہ کی طرف
مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ	(بلانے میں) میرے مددگار
قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ	ہوں؟ حواری بولے کہ ہم اللہ
اَنْصَارُ اللّٰهِ فَاٰمَنَتْ	کے (نبی کے) مددگار ہیں تو
طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْٓ	بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ
اِسْرَآءِیْلَ وَكَفَرَتْ	تو ایمان لے آیا اور ایک گروہ

طَآئِفَةٌ فَاَيَّدْنَا — کافر رہا۔ سو ہم نے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلٰى — ایمان لانے والوں کو ان کے
عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا — دشمنوں کے مقابلے میں مدد دی
ظٰهِرِيْنَ ۝ (الصف ۱۴) — اور وہ غالب ہو گئے۔

حواریوں کا مطالبہ اور حضرت عیسٰیؑ کا جواب

اِذْ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ — (وہ قصہ بھی یاد کرو) جب
يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ — حواریوں نے کہا کہ اے عیسٰیؑ بن
هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ — مریمؑ! کیا تمہارا پروردگار ایسا کر
اَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً — سکتا ہے کہ ہم پر آسمان سے
مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا — (طعام کا) خوان نازل کرے؟
اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ — انہوں نے کہا کہ اگر ایمان رکھتے
قَالُوْا نُرِيْدُ اَنْ نَّاْكُلَ — ہو تو اللہ سے ڈرو۔ وہ بولے

مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا	کہ ہماری یہ خواہش ہے کہ ہم
وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا	اس میں سے کھائیں اور ہمارے
وَنَكُوْنَ عَلَيْهَا مِنَ	دل تسلّی پائیں اور ہم جان لیں
الشّٰهِدِيْنَ ۝ قَالَ	کہ تم نے ہم سے سچ کہا ہے اور
عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ	ہم اس (خوان کے نزول) پر
اللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا	گواہ رہیں (تب) عیسٰی بن مریم
مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ	نے دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار!
تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا	ہم پر آسمان سے خوان نازل
وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ج	فرما تاکہ ہمارے لیے (وہ دن) عید
وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ	قرار پائے یعنی ہمارے اگلوں اور
الرّٰزِقِيْنَ ۝ قَالَ اللّٰهُ	پچھلوں (سب) کے لیے اور
اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ	وہ تیری طرف سے نشانی ہو۔
يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْ	اور ہمیں رزق دے تو بہتر رزق
	دینے والا ہے۔ اللہ نے فرمایا

اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝
(المائدہ)
(۱۱۲ تا ۱۱۵)

میں تم پر ضرور خوان نازل کروں گا لیکن جو اس کے بعد تم میں سے کفر کرے گا، اُسے ایسا عذاب دوں گا کہ اہلِ عالم میں سے کسی کو ایسا عذاب نہ دوں گا۔

یہود کا قتلِ عیسٰیؑ کی سازش کرنا

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِيْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝ رَبَّنَآ

جب (حضرت) عیسٰی (علیہ السلام) نے ان کی (یہود کی) جانب سے نافرمانی اور (نیتِ قتل) دیکھی تو کہنے لگے کہ کوئی ہے جو اللہ کا طرفدار اور میرا مددگار ہو؟ حواری بولے کہ ہم اللہ کے (طرف دار اور آپ کے) مددگار ہیں ہم اللہ پر

اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَ
اتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ
فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ○
وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ
وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ○

(آلِ عمران)

(۵۲ تا ۵۴)

(ف)

ایمان لائے اور آپ گواہ رہیے
کہ ہم فرمانبردار ہیں۔ اے پروردگار
جو (کتاب) تو نے نازل فرمائی ہے
ہم اُس پر ایمان لے آئے اور
(تیرے) پیغمبر کے متبع ہو چکے، تو
ہمکو ماننے والوں میں لکھ رکھ اور
وہ (یعنی یہود قتلِ عیسٰیؑ کے بارے
میں ایک) چال چلے اور اللہ
نے بھی عیسٰیؑ کو بچانے کے لیے
خفیہ تدبیر فرمائی اللہ تعالیٰ سب سے
بہتر اور (مؤثر) خُفیہ تدبیر کرنے
والا ہے۔

ف : مکر کا لفظ ہمارے محاورہ میں دھوکہ اور مکاری کے معنوں میں
استعمال ہوتا ہے لیکن عربی میں اس کا مفہوم تدبیر کرنے

یا کسی کی خفیہ سازش کو ایسے طریقے سے ناکام بنانا ہے
جس کا سازشی کو پتہ نہ چل سکے۔

حضرت عیسٰیؑ نہ مقتول ہوئے نہ مصلوب

وَّ قَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا	اور (ان کے) یہ کہنے کے سبب
الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ	"کہ ہم نے مریمؑ کے بیٹے عیسٰی مسیحؑ
رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ	کو جو اللہ کے پیغمبر (کہلاتے)
وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ	تھے، قتل کر دیا ہے" (اللہ
شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ	نے یہود کو ملعون کر دیا) اور انہوں
الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ	نے عیسٰیؑ کو قتل نہیں کیا اور
لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مَا	نہ انہیں سولی پر چڑھایا بلکہ
لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا	ان کو اُن کی سی صورت معلوم
اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا	ہوئی اور جو لوگ ان کے بارے

قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ بَلْ	میں اختلاف کرتے ہیں، وہ
رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَ	اُنکے حال سے شک میں پڑے
كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا	ہوئے ہیں اور ظن کی پیروی کے
حَكِيْمًا ۝	سِوا ان کو اس کا مطلق علم نہیں
	اور انہوں نے عیسٰےؑ کو یقیناً قتل
	نہیں کیا بلکہ اللہ نے انکو اپنی
(النساء - ۱۵۷ تا	طرف اٹھا لیا اور اللہ تعالےٰ
۱۵۸)	غالب (اور) حکمت والا ہے

حضرۃ عیسٰےؑ کا آسمان پر زندہ اٹھایا جانا

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى	(اور وہ وقت یاد کرو) جب
اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَ	اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسٰےؑ!
رَافِعُكَ اِلَىَّ وَ	میں تمہاری دنیا میں رہنے کی

مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ
اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاَحْكُمُ
بَيْنَكُمْ فِيْمَا كُنْتُمْ فِيْهِ
تَخْتَلِفُوْنَ ٥

(آلعمران - ۵۵)

مدت پوری کر کے تم کو اپنی طرف
اٹھالوں گا اور تمہیں کافروں
(کی صحبت) سے پاک کردوں
گا اور جو لوگ تمہاری پیروی کریں گے
(اور آپ کی نبوّت کے ماننے
والے ہوں گے) انکو کافروں
(آپ کی رسالت کے منکروں یعنی یہود)
پر فائق (وغالب) رکھوں گا پھر
تم سب میرے پاس لوٹ کر آؤ
گے تو جن باتوں میں تم اختلاف
کرتے تھے اس دن تم میں انکا فیصلہ
کردوں گا۔

حضرت عیسےٰؑ کا دوبارہ دنیا میں آنا

وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝
(آل عمران : ۴۶)

اور وہ لوگوں سے کلام کریں گے گہوارہ میں (یعنی بالکل بچپن میں بھی) اور بڑی عمر میں بھی اور وہ صالح لوگوں میں سے ہوں گے۔

نزولِ عیسےٰؑ علاماتِ قیامت میں سے ہے

وَ اِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَ اتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝
(الزخرف : ۶۱)

اور وہ (حضرت عیسےٰ علیہ السلام) قیامت کی نشانی ہیں تو (آپ کہہ دیجئے کہ لوگو) اس میں شک نہ کرو اور میری بات مانو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

وفات عیسٰیؑ سے قبل تمام اہلِ کتاب ایمان لے آئیں گے

وَ اِنْ مِّنْ اَھْلِ اور کوئی اہلِ کتاب نہیں ہوگا
الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ مگر وہ ان کی موت سے پہلے
بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ وَیَوْمَ اُن پر ایمان لے آیگا اور وہ
الْقِیٰمَۃِ یَکُوْنُ عَلَیْھِمْ قیامت کے دن اُن پر گواہ ہوں
شَھِیْدًا ۝ (النساء - ۱۵۹) گے۔

تین خداؤں کا کُفریہ عقیدہ

یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا اے اہلِ کتاب! اپنے دین (کی
تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَ بات) میں حد سے نہ بڑھو اور
لَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اللہ کے بارے میں حق کے سوا
اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا کچھ نہ کہو۔ مسیح (یعنی) عیسٰے

الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ
رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ
أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَ
رُوحٌ مِّنْهُ ۖ فَآمِنُوا
بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا
تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ ۚ انتَهُوا
خَيْرًا لَّكُمْ ۚ إِنَّمَا اللَّهُ
إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ سُبْحَانَهُ
أَن يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ ۘ
لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ
وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ وَ
كَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝

(النساء : ۱۷۱)

وقف لازم

بن مریمؑ (نہ اللہ تھے نہ اللہ کے
بیٹے بلکہ وہ) اللہ کے رسول اور
اس کا کلمہ (بشارت) تھے جو
اس نے مریمؑ کی طرف بھیجا تھا
اور اسکی طرف سے ایک رُوح
تھے تو اللہ پر اور اس کے
رسولوں پر ایمان لاؤ اور (یہ)
نہ کہو (کہ اللہ) تین ہیں۔ اس
(اعتقاد) سے باز آجاؤ کہ یہ
تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اللہ
ہی معبود واحد ہے اور اس سے
پاک ہے کہ اس کے اولاد ہو۔ جو
کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب
اسی کا ہے اور اللہ ہی کارساز کافی ہے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(المائدہ / ۷۳ تا ۷۴)

(اور) وہ لوگ (بھی) کافر ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔ حالانکہ اُس معبودِ یکتا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اگر یہ لوگ ایسے اقوال (و عقائد) سے باز نہیں آئیں گے تو ان میں جو کافر ہوئے ہیں وہ تکلیف دینے والا عذاب پائیں گے تو یہ لوگ اللہ کے سامنے کیوں توبہ نہیں کرتے اور اس سے گناہوں کی معافی نہیں مانگتے اور اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کو اللہ کا بیٹا کہنا کفر ہے

وَ قَالَتِ الْیَهُوْدُ عُزَیْرُ	اور یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ
نِ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَی	کے بیٹے ہیں اور عیسائی کہتے
الْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ	ہیں کہ مسیح اللہ کے بیٹے ہیں
ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ	یہ اُن کے مُنہ کی باتیں ہیں۔
یُضَاهِــٴُوْنَ قَوْلَ الَّذِیْنَ	پہلے کافر بھی اسی طرح کی باتیں
كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ	کہا کرتے تھے۔ یہ بھی انہی کی
قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى	رِیس کرنے لگے ہیں۔ اللہ
یُؤْفَكُوْنَ ۝ اِتَّخَذُوْۤا	انہیں برباد کرے۔ یہ کہاں بھکے
اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ	پھرتے ہیں! انہوں نے اپنے
اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	علماء اور مشائخ اور مسیح ابنِ
وَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ ۚ	مریم کو اللہ کے سوا پروردگار

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا	بنالیا حالانکہ انہیں یہ حکم دیا گیا
اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ	تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی
اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا	کی عبادت نہ کریں۔ اُس کے سوا
یُشْرِكُوْنَ ۝	کوئی عبادت کے لائق نہیں
(التوبہ : ۳۰/۳۱)	اور وہ ان لوگوں کے شریک
	مقرر کرنے سے پاک ہے۔

عیسٰیؑ کو اللہ کہنا کفر ہے

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ	جو لوگ اِس بات کے قائل
قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ	ہیں کہ عیسٰیؑ ابن مریمؑ خدا ہیں
الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ؕ	بیشک وہ کافر ہیں۔ (ان سے)
قُلْ فَمَنْ یَّمْلِكُ مِنَ	کہدو کہ اگر اللہ تعالیٰ عیسٰیؑ بن مریمؑ
اللّٰهِ شَیْـًٔا اِنْ اَرَادَ	اور ان کی والدہ کو اور جتنے لوگ

اَنْ یُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ	زمین میں ہیں ، اُن سب کو
وَ اُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ	ہلاک کرنا چاہے تو اس کے آگے
جَمِيْعًا ط (المائدہ:۱۷)	کس کی پیش چل سکتی ہے ۔ ؟

حضرت عیسٰےؑ نے تو اللہ کی عبادت کا حکم دیا تھا

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ	بلا شبہ وہ لوگ کافر ہیں جو یہ
قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ	کہتے ہیں کہ عیسٰےؑ بن مریمؑ اللہ ہیں
الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط	حالانکہ مسیحؑ تو یہود سے یہی کہتے
وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ	رہے کہ اے بنی اسرائیل ! اللہ
اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا	ہی کی عبادت کرو جو میرا بھی
اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ	پروردگار ہے اور تمہارا بھی اور
اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ	جان رکھو کہ جو شخص اللہ کے
بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ	ساتھ شرک کرے گا، اللہ اس

عَلَيۡهِ الۡجَنَّةَ وَمَاۡوٰىهُ	پر بہشت کو حرام کردے گا
النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ	اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور
مِنۡ اَنۡصَارٍ ۝	ظالموں کا وہاں کوئی مددگار
(المائدہ : ۷۲)	نہیں ہوگا۔

❀

وَاِذۡ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيۡسَى	اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب
ابۡنَ مَرۡيَمَ ءَاَنۡتَ قُلۡتَ	اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ اے عیسٰیؑ
لِلنَّاسِ اتَّخِذُوۡنِىۡ	بن مریمؑ! کیا تم نے لوگوں سے
وَاُمِّىَ اِلٰهَيۡنِ مِنۡ	کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور
دُوۡنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبۡحٰنَكَ	میری والدہ کو معبود بنالو؟ وہ کہیں
مَا يَكُوۡنُ لِىۡۤ اَنۡ	گے کہ تو پاک ہے مجھے کب شایاں
اَقُوۡلَ مَا لَيۡسَ لِىۡ ۗ	تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا
بِحَقٍّ ؕ اِنۡ كُنۡتُ قُلۡتُهٗ	مجھے کچھ حق نہیں۔ اگر میں نے

فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِیْ
نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ
نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ
عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ مَا
قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِیْ
بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ
رَبِّیْ وَرَبَّكُمْ ۚ وَكُنْتُ
عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا
دُمْتُ فِیْهِمْ ۚ فَلَمَّا
تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ
الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ ؕ وَ
اَنْتَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ
اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ

ایسا کہا ہوگا تو تجھ کو معلوم ہوگا
(کیونکہ) جو بات میرے دل میں ہے
تو اُسے جانتا ہے اور جو تیرے
دل میں ہے، میں اُسے نہیں جانتا
بے شک تو علوم الغیوب ہے
میں نے ان سے کچھ نہیں کہا سوائے
اُس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا
ہے وہ یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو
جو میرا اور تمہارا سب کا پروردگار
ہے اور جب تک میں اُن میں
رہا (انکے حالات کی) خبر رکھتا
رہا جب تو نے مجھے (دنیا سے
اٹھا لیا تو تو اُن کا نگراں تھا

عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ
لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ
الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝
قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ
يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ
صِدْقُهُمْ لَهُمْ
جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ
تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْهَآ اَبَدًا رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ
ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝

(المائدہ - ۱۱۶ تا ۱۱۹)

اور تُو ہر چیز سے خبردار ہے ۔
اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے
بندے ہیں اور اگر بخش دے تو
(تیری مہربانی ہے) بیشک تُو
غالب (اور) حکمت والا ہے
اللہ فرمائے گا کہ آج وہ دن ہے
کہ راستبازوں کو انکی سچائی
ہی فائدہ دے گی۔ ان کے لیے
باغ ہیں جن کے نیچے نہریں
بہ رہی ہیں وہ ابدالآباد اُن
میں بستے رہیں گے اللہ اُن
سے خوش اور وہ اللہ سے خوش۔
یہ بڑی کامیابی ہے ۔

وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ	اور بیشک اللہ ہی میرا اور
هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝	تمہارا پروردگار ہے تو اُسی کی
فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ	عبادت کرو یہی سیدھا راستہ
بَیْنِهِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ	ہے پھر (اہلِ کتاب کے) فرقوں
كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ	نے باہم اختلاف کیا۔ سو جو لوگ
یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝ اَسْمِعْ بِهِمْ	کافر ہوئے ہیں اُنکو بڑے دن
وَاَبْصِرْ ۙ یَوْمَ یَاْتُوْنَنَا	(یعنی قیامت کے روز) حاضر ہونے
لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْیَوْمَ	سے خرابی ہے۔ وہ جس دن
فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ وَاَنْذِرْهُمْ	ہمارے سامنے آئیں گے کیسے سننے
یَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِیَ	والے اور کیسے دیکھنے والے
الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ	ہوں گے مگر ظالم آج صریح
هُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝	گمراہی میں ہیں اور اُنکو حسرت
اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ	(وافسوس) کے دن سے ڈرا
	دو جب بات فیصل کردی جائے

وقف لازم

وَمَنْ عَلَيْهَا وَ اِلَيْنَا	گی اور (افسوس) وہ غفلت میں
يُرْجَعُوْنَ ۝	(پڑے ہوئے) ہیں اور ایمان نہیں
(مریم - ۳۶ تا ۴۰)	لاتے - ہم ہی زمین کے اور جو
	لوگ اس پر (بستے) ہیں، انکے
	وارث ہیں اور انہیں ہماری
	ہی طرف لوٹنا ہوگا۔

وَلَمَّا جَاءَ عِيْسٰى	اور جب عیسٰے علیہ السلام روشن
بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ	نشانیاں لے کر آئے تو فرمایا میں
جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ	تمہارے پاس حکمت لے کر آیا
وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ	ہوں اور میں تم سے وہ بات بیان
الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ	کروں گا جس میں تم اختلاف
فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ	کرتے ہو پس اللہ سے ڈرتے

وَ اَطِیْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰہَ
ھُوَ رَبِّیْ وَ رَبُّکُمْ
فَاعْبُدُوْہُ ؕ ھٰذَا
صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝

رہو اور میری فرمانبرداری کرو
بیشک اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا
پروردگار ہے پس اسی کی عبادت
کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔

(الزخرف : ۶۳ تا ۶۴)

نبی لوگوں کو صرف اللہ کی عبادت کا حکم دیتا ہے

مَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ
یُّؤْتِیَہُ اللّٰہُ الْکِتٰبَ
وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ
ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ
کُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ
دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ

کسی آدمی کو شایاں نہیں کہ اللہ
تعالیٰ تو اسے کتاب اور حکومت
فہم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ
لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر
میرے بندے ہو جاؤ۔ بلکہ (اسکے
برعکس) وہ تو کہے گا کہ اے اہل

كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا	کتاب! تم ربانی (اللہ والے) بن
كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ	جاؤ کیونکہ تم کتاب پڑھتے پڑھاتے
الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ	رہتے ہو۔ اور نہ ہی وہ یہ کہے گا
تَدْرُسُونَ ۝ وَلَا	کہ تم فرشتوں اور پیغمبروں کو
يَأْمُرَكُمْ أَن تَتَّخِذُوا	(اللہ کی بجائے اپنا) پروردگار
الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ	قرار دے لو۔ بھلا جب تم
أَرْبَابًا ۗ أَيَأْمُرُكُم	مسلمان ہو چکے تو کیا وہ (نبی)
بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ	تمہیں کافر ہونے کو کہے گا؟
أَنتُم مُّسْلِمُونَ ۝	(ہرگز نہیں۔)

(آلعمران : ۷۹ تا ۸۰)

حضرت عیسٰےؑ عبد تھے، معبود نہیں

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ	اور جب مریم کے بیٹے (عیسٰی)

مَرْیَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ	کا حال بیان کیا گیا تو آپ کی
مِنْهُ یَصِدُّوْنَ ۝ وَ	قوم کے لوگ اس سے چِلّا اُٹھے
قَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَیْرٌ اَمْ	اور کہنے لگے کہ بھلا ہمارے معبود
هُوَ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ	اچھے ہیں یا وہ (عیسٰیؑ) انہوں
اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ	نے مثال آپ سے بیان کی ہے
قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۝ اِنْ	تو صرف جھگڑے کے لیے۔
هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا	حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ
عَلَیْهِ وَ جَعَلْنٰهُ مَثَلًا	ہیں ہی جھگڑالو۔ وہ تو ہمارے
لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۝	ایسے بندے تھے جن پر ہم نے
(الزخرف : ۵۷تا۵۹)	انعام فرمایا اور بنی اسرائیل کے
	لیے اُن کو (اپنی قدرت کا)
	نمونہ بنایا۔

مریمؑ اور عیسیٰؑ دونوں اللہ کے بندے تھے معبود نہیں

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ	مسیحؑ ابن مریمؑ تو پیغمبر تھے (معبود
إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ	نہیں تھے) ان سے پہلے بھی بہت
مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَ	سے رسول گزر چکے اور مسیحؑ کی
أُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ	والدہ (مریمؑ بھی (اللہ کی) ولی
الطَّعَامَ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ	(اور سچی فرمانبردار) تھیں۔ دونوں
لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ	(انسان تھے اور) کھانا کھاتے
أَنَّى يُؤْفَكُونَ ۝ قُلْ	تھے۔ دیکھو ہم ان لوگوں کے لیے
أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ	اپنی آیتیں کس طرح کھول کھول
اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ	کر بیان کرتے ہیں پھر دیکھو کہ
ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَاللَّهُ	یہ کدھر اُلٹے جا رہے ہیں۔ ان
هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝	سے کہہ دیجئے کہ تم اللہ کے سوا ان
	کی پرستش کیوں کرتے ہو جن کو

(المائدہ)　　تمہارے نفع اور نقصان کا کچھ
(۷۵ تا ۷۶)　　بھی اختیار نہیں اور اللہ ہی سب
کچھ سنتا جانتا ہے۔

اللہ کا بندہ ہونا مسیحؑ کے لیے باعثِ عار نہیں

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ　　مسیحؑ اس بات سے عار نہیں
اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ　　رکھتے کہ وہ اللہ کے بندے ہوں
وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ　　اور نہ مُقرّب فرشتے ہی اسکو
وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ　　عار سمجھتے ہیں اور جو شخص اللہ
عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ　　کا بندہ ہونے کو موجبِ عار
فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ　　سمجھے اور سرکشی کرے تو (جان
جَمِيْعًا ۝　　لو کہ) اللہ سب کو اپنے پاس
(النساء : ۱۷۲)　　جمع کرے گا۔

خود ساختہ عقیدے گمراہی کے سوا کچھ نہیں

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ	کہہ دیجئے کہ اہلِ کتاب اپنے
لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ	دین (کی بابت) میں ناحق مبالغہ
غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا	نہ کرو اور ایسے لوگوں کی خواہشوں
اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا	کے پیچھے نہ چلو جو پہلے (خود)
مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا	گمراہ ہوئے اور پھر اکثروں کو
كَثِيْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ	گمراہ کر گئے اور سیدھے رستے
سَوَآءِ السَّبِيْلِ ۝	سے بھٹک گئے۔

(المائدہ : ۷۷)

اہلِ انجیل کی ذِمّہ داری

وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ	اور اہلِ انجیل کو چاہیئے

بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ	کہ جو احکام اللہ نے اس میں
وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ	نازل فرمائے ہیں اس کے مطابق
اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ	حکم دیا کریں اور جو شخص اللہ کے
الْفٰسِقُوْنَ ۝	نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق
(المائدہ : ۴۷)	فیصلہ نہ دے گا تو ایسے لوگ
	نافرمان ہیں۔

منکرینِ حق پر لعنت

لُعِنَ الَّذِيْنَ	جو لوگ بنی اسرائیل میں سے کافر
كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	ہوتے ان پر داؤدؑ اور عیسٰےؑ بن
عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ	مریمؑ کی زبان سے لعنت کی گئی
عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ	یہ اس لیے کہ وہ نافرمانی کرتے
ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا	تھے اور حد سے تجاوز کیے جاتے

یَتَنَاھَوۡنَ عَنۡ	جو وہ کرتے تھے، ایک دوسرے
مُّنۡکَرٍ فَعَلُوۡہُ لَبِئۡسَ	کو روکتے نہیں تھے۔ بلاشبہ
مَا کَانُوۡا یَفۡعَلُوۡنَ ۝	وہ بُرا کرتے تھے۔

یَعۡتَدُوۡنَ ۝ کَانُوۡا لَا — تھے (اور) بُرے کاموں سے

(المائدہ - ۷۸، ۷۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ　یا حیُّ یا قیّوم　اللّٰھم صلّ وسلّم وبارک علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمّد
النبی الامّی وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو
الحیّ القیّوم　واتوب الیہ　یا حیُّ یا قیّوم

معرکۂ حق وباطل

حق اور باطل کی آویزش ازل سے ہے اور ابد تک جاری رہے گی اگرچہ اِس کھیل میں ہر دور میں چہرے تبدیل ہوتے رہے ہیں، لیکن مقصدیّت میں کہیں فرق نظر نہیں آتا۔ وہی نظائر و عبائر، وہی درسِ عبرت و حریت، وہی پیغامِ وفا و دِغا، وہی تمثیلِ جرأت و عزیمت، وہی عظمتِ کردار و اخلاص ـــ جو روزِ ازل سے اِس معرکۂ حق و باطل میں تاریخ کے عنوان تراشتی رہی، آج بھی قائم ہے اور رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔ لیکن اِس تمام تر تاریخی سفر میں

جو قدر مشترک نظر آتی ہے، وہ یہ ہے کہ۔ باطل کے پاس سیم وزر تھا، تاج و تخت تھا، اقتدار و اختیار تھا، فوج و سپاہ تھی، وسائلِ دنیا پر اس کا قبضہ تھا۔ جس نے بالعموم اس کے دماغ میں یوں فتور پیدا کیا کہ وہ اپنی بے مایہ ہستی کو بھول کر اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا راگ الاپنے لگا۔

دوسری طرف ۔ حق جب بھی آیا، بے سر و سامانی کے عالم میں آیا۔ اُس کے پاس سیم وزر کی بجائے فقر و فاقہ تھا۔ تاج و تخت کی بجائے گلیم اور بوریا تھا۔ اقتدار و اختیار کی بجائے عجز و انکسار تھا۔ فوج و سپاہ کے مقابل یکہ و تنہا تھا۔

البتہ اُس کے پاس جو سرمایہ تھا، وہ کجکلاہوں سے بھی فزوں تر تھا، اُس کی نگاہوں میں مادی وسائل ذلیل اور فانی وسائل تھے ۔ اُس کی پیشانی پر نُورِ عبودیّت تھا۔ اُس کے سینے میں نورِ ایمان تھا۔ اُس کے قلب میں خوفِ خدا

تھا۔ اُس کی نگاہوں میں جلالِ کبریا تھا۔ اُس کے کردار میں تقدّسِ ملائکہ تھا۔ اُس کی گفتار میں علم و حکمت تھی۔

اُس کا لباس تقویٰ و حیاء
اُس کا علم نور و ضیاء
اُس کا سرمایہ فقر و غناء
اُس کا عزم تقدیرِ الٰہ
اُس کا اُسوہ ۔ اسوۂ حسنہ ۔ اور
اُس کا وظیفہ سُبحانَ ربّیَ الاعلیٰ تھا۔

زِیست کے یہ دونوں کردار ہر دور میں اپنا اپنا فرض انجام دیتے نظر آتے ہیں کبھی ابراہیمؑ اور نمرود کی صورت میں، کبھی موسیٰؑ اور فرعون کے روپ میں۔ کہیں مکّہ اور طائف کی سنگلاخ وادیوں میں، کہیں کربلا کے تپتے ریگزاروں میں۔ ہر دَور میں باطل نے چاہا، کہ حق کی آواز کو دبا دیا جائے۔

حدِّ نگاہ تک نظروں کو جھلسا دینے والی خوفناک آگ میں حق کو جھونک ڈالا، لیکن سوائے ندامت کے اسے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ آگ گلزار بن گئی اور حق کی آواز کانوں سے گزر کر سینوں میں اُتر گئی۔ مِلّتِ ابراہیمی قیامت تک کے لیے پائندہ ہو گئی۔

فرعون نے چاہا۔ حق کو نیل کی متلاطم لہروں میں دفن کر دیا جائے۔ لیکن نیل ضربِ کلیمی کی تاب نہ لا سکا، اور راستہ چھوڑ دیا۔ البتہ فرعون اور اس کی سپاہ کو ضرور اس نے اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔

مکّہ کے ستم رانوں نے چاہا کہ فاران کی چوٹی سے اٹھنے والی حق و صداقت کی آواز اُن کی جھوٹی اناؤں اور ان کے جھوٹے خداؤں کے لیے چیلنج نہ بن سکے۔ اُن کے زرخیز دماغوں نے اِس آوازۂ حق کو دبانے

کے لیے نت نئے ستم ایجاد کیے۔

گلیوں اور بازاروں میں تضحیک و تذلیل

شعبِ ابی طالب میں محصوری

ہجرتِ مدینہ

غزوۂ بدر و احد اور احزاب و حُنین

یہ سب کیا تھا؟ یہ سب اسی سلسلہ کی کڑیاں تھیں۔ حق و باطل کی جو آویزش روزِ ازل سے جاری ہے، یہ اُسی داستان کا ایک حصّہ تھیں۔

آپ ذرا اور آگے بڑھیئے۔ دشتِ کرب و بلا کے ذرّوں پر خون سے لکھی ہوئی تحریروں کو غور سے پڑھیئے یہ نقوش آج بھی زبانِ حال سے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ حق و باطل کے معرکوں میں آج تک تاریخ نے جو عنوان تراشے ہیں، اُن سب کا خلاصہ تمہیں اِس

دشتِ بے آب و گیاہ ہیں مل جائے گا۔

ریت کے اِن ذرّوں پہ تمہیں اللہ کے اُس فرمان کی عملی تفسیر مل جائے گی جو قوموں کی زندگی کا سرمایہ تصور کی جاسکتی ہے۔

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ

کا عملی نمونہ دیکھنے کے لیے گا ہے گا ہے اپنے ذہنوں میں حضرت عفیفہ بتولِ جگر گوشۂ رسولؐ کے فرزندِ عالی مقام کی اُس داستانِ الم انگیز اور ولولہ خیز کا تصوّر کر لینا، جو اُس نے اِس دھرتی پر اپنے مقدّس خون سے لکھی۔ آنکھیں بند کر کے ذرا اُس رزم گاہ کا تصور کر لینا جہاں ہر طرف خوف وہراس کے پہرے تھے۔ صحرا کے سناٹوں میں محصور و مجبور بچے، بوڑھے، عورتیں اور بچیاں

سبھی تھے۔ اُن کے خیموں کے گرد موت اپنے خوفناک بال بکھیرے تاریکیوں کے جال بُن رہی تھی۔ ہر متنفس غیر یقینی حالات میں سانسیں لے رہا تھا، اقتدار و اختیار کی تمام سنگینیاں ان کے گرد گھیرا ڈالے کھڑی تھیں۔ انسانی شرف کی علامت نواسۂ رسولؐ جگر گوشۂ بتولؓ حسینؓ ابنِ علیؓ اور ان کا خاندان اعدا میں گھرا ہوا تھا۔

ایک طرف سپاہِ شام کی خوں آشام تلواریں لہرا رہی تھیں تو دوسری طرف امام عالی مقامؓ اور ان کے چند جانثار ساتھی تھے۔ رات کے سناٹے میں ایک طرف گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سے فضا اور بھی خوفناک ہوئی جاتی تھی تو دوسری طرف خیموں میں اللہ کی تسبیح و تحمید کا غلغلہ تھا۔ ایک طرف قہقہے تھے، دوسری

طرف پشیمانیاں اللہ کے حضور سجدہ ریز سبحان ربی
الاعلیٰ کے وِرد میں مصروف تھیں۔ ایک طرف
لشکرِ اعداء اپنی قوت پر نازاں تھا تو دوسری طرف
اللہ کی عظمت بیان کی جارہی تھی،
اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ
الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ
وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ
عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝
ایک طرف جبر تھا، دوسری طرف صبر
ایک طرف ظلم وجفا، دوسری طرف حِلم و رضا
ایک طرف مادی وسائل کا مظاہرہ تھا، تو دوسری طرف
ارفع خصائل کی نمود ـ اللہ اللہ! دنیا کی نگاہوں نے
ایسا معرکہ نہ کبھی دیکھا، اور نہ اس کی تمثیل و نظیر تاریخِ عالم

کبھی پیش کر سکے گی۔ بھوک تھی، خوف تھا، جانوں
کا اتلاف تھا۔ آپ کے ساتھی ایک ایک کر کے آپ
پر نثار ہو چکے تھے، خیموں کے ساتھ خاندانِ اہلبیت
کے تمام لڑکے بالے اور جوان خون میں نہائے پڑے
تھے۔ یہ سب کچھ حسینؑ کی نگاہوں کے سامنے تھا۔
لیکن آج اگر حسینؑ اِس معرکہ میں باطل کے لیے ایک
چیلنج نہ بنتے تو رہتی دنیا تک حق و باطل کی تمیز اُٹھ جاتی
اور پھر حسینؑ سے بڑھ کر اور کون اِس ذمہ داری کو قبول کر
سکتا تھا۔ انہوں نے پوری جرأت اور جوانمردی سے
اِس ذمہ داری کو نبا ہا۔ اپنا سب کچھ اپنے ہاتھوں سے
کربلا میں لٹا دیا۔ اپنے جوان اور ہم شبیہہ رسولؐ بیٹے
علی اکبر کی نعش کو اپنی آنکھوں کے سامنے تپتی ریت پر
تڑپتے دیکھا۔ اپنی آغوش میں مسکراتے ہوئے علی اصغرؑ

کودم توڑتے برداشت کیا۔ اپنے بھائی کی امانت قاسمؑ جانباز کو اپنی زبان سے میدانِ جنگ میں کود جانے کی اجازت دی، اور پھر اس کے لاشے کو سمیٹ کر لائے، اپنی بہن کو۔ زینبؑ جیسی عظیم اور باکردار ماں جائی بہن کو اپنی مرضی سے جگر کے ٹکڑوں کا داغ برداشت کرتے دیکھا۔ عباسؑ جیسے بھائی کی مفارقت کی پروانہ کی۔ اپنے بیمار بیٹے زین العابدینؑ، اپنی نازوں پلی بیٹی سکینہؑ، اپنی محبوب بیوی، ماں جائی بہن اور خاندان کے بقیۃ السیف افراد کو دشتِ کربلا میں بے کس و بے سہارا چھوڑ کر اپنے آپ کو راہِ حق میں قربان کر دیا۔

آپ جانتے تھے کہ، اپنے فرض کو پورا کر رہے ہیں اپنے نانا صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے لیے تلاشِ حق کی منزل

یں نشانِ راہ متعیّن کر رہے ہیں۔ اُن کا یہی ایثار، اُن کی یہی جاں سپردگی، اُن کی یہی قربانی جادۂ حق کے رہرووں کے لیے مینارۂ نور اور نشانِ منزل ہے۔

داستانِ کربلا - واقعات ، اور

خطباتِ سیّدنا امام حُسین علیہ السّلام

سبطِ رسولؐ، جگر گوشۂ بتولؓ، سید شبابِ اہل الجنۃ، شہیدِ کرب و بلا، مظلومِ دشتِ نینوا، شہزادۂ کونین حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت تاریخِ اسلام کا وہ عظیم المیہ، دلخراش اور اندوہناک سانحہ ہے کہ اس پر قیامت تک ماتم برپا رہے گا۔ مظلوم امام کے سوگ میں ۶۱ھ سے لے کر آج تک اتنے آنسو بہائے گئے ہیں کہ اگر انکو یکجا کر دیا جائے تو دنیا کی ہر چیز اس میں ڈوب جائے۔ کیونکہ حسینؑ ایک شخصیت ہی نہ تھے ایک اصول تھے، ایک تہذیب تھے، ایک سیاست

ایک عہد کی تاریخ تھے، دینِ قیمؒ کی تفسیر تھے۔ اُنکی شہادت پر حضرت زید بن ارقمؓ کے یہ الفاظ کبھی فراموش نہیں کیے جا سکتے جو انہوں نے آپ کا کٹا ہوا سر دیکھ کر ابنِ زیاد کے بھرے دربار میں کہے تھے :

" اے عرب ! آج سے تم غلام ہو۔ تم نے ابنِ فاطمہؓ کو قتل کیا۔ ابنِ مرجانہ (عبیداللہ ابنِ زیاد) کو حاکم بنایا۔ وہ تمہارے نیک انسان قتل کرتا اور تمہارے شریروں کو غلام بناتا ہے۔ تم نے ذلت پسند کرلی۔ اللہ انہیں تباہ کرے جو ذلت قبول کرتے ہیں۔"

حق و باطل میں ازلی آویزش کی تاریخ کا یہ آخری معرکہ دریائے فرات کے کنارے جس انداز میں حسینؓ ابن علیؓ نے لڑا، دنیا کی تاریخ اس کا جواب پیش نہیں کرسکتی۔ آپؓ نے ظلم و جور اور فسق و فجور کے بڑھتے ہوئے طوفان

کے آگے اپنے مقدّس خون سے وہ سرخ لکیر کھینچ دی جسے قیامت تک طاغوتی طاقتیں نہ مٹا سکیں گی۔ آپ نے مظلومی کی موت کو سینے سے لگا کر اِس حقیقت کو تابناکی اور پائندگی دیدی کہ۔ ”معرکۂ حق و باطل میں اہلِ حق کی وقتی شکست نہ حق کے حق ہونے کے خلاف ہے اور نہ باطل کے باطل ہونے کے منافی۔ دیکھنا انجامِ کار کا ہے کہ آخر حق ہی کامیاب و سرخرو ہوتا ہے“۔ آج صدیاں گزریں، حسینؓ کا ذکر گھر گھر ہیں ہے۔ کروڑوں دل ہیں جو اُن کی محبت سے آباد اور اُن کی یاد سے زندہ ہیں۔ اُن کے اُسوہ سے حیاتِ سرمدی حاصل کرتے ہیں۔ ظلم و استحصال مٹ جانے والی چیز ہیں۔ حسینؑ زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا۔ جبکہ یزیدیت ہمیشہ کے لیے ذِلّت کی علامت بن چکی ہے۔

مسندِ خلافت پر یزید کی جانشینی ایک ناگوار حادثہ تھا جس نے بلادِ اسلامیہ اور بالخصوص صائب الرائے صحابہ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کو برہم اور بےچین کر دیا۔ وہ یزید کو اس منصبِ جلیلہ کا ہرگز اہلِ تصوّر نہ کرتے تھے۔ چنانچہ جن محترم شخصیتوں نے یزید کی بیعت سے علی الاعلان انکار کیا، ان میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا نام سرِ فہرست تھا اور اصولی طور پر ہونا بھی چاہیئے تھا۔ جیسا کہ آپ کے خطبات سے ظاہر ہے۔

حضرت امیر معاویہ کی وفات کے بعد اہلِ کوفہ کے ایک مقتدر گروہ نے باہمی مشاورت سے حضرت امام حسین علیہ السلام کو ایک خط لکھا کہ ہم یزید کی بیعت سے انکار کرتے ہیں۔ ہمارا اِس وقت کوئی امام نہیں۔ ہم یزید کی طرف سے کوفہ کے امیر نعمان بن بشیر کو یہاں سے

نکال دیں گے، آپ فوراً کوفہ تشریف لے آئیں"۔

اور پھر ایسے ہی خطوط اور وفود کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ اس مسلسل اصرار پر آپ نے اپنے خاص معتمد چچازاد بھائی مسلم بن عقیلؓ کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے بھیج دیا۔ وہ کوفہ پہنچے تو اہلِ کوفہ نے آپ کا پُرتپاک خیر مقدم کیا۔ چند ہی روز میں اٹھارہ ہزار مسلمانوں نے آپ کے ہاتھ پر حضرت امام حسینؑ کے لیے بعیت کر لی اور یہ سلسلہ روز بروز بڑھتا رہا۔ چنانچہ آپ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کو لکھا کہ حالات نہایت سازگار ہیں آپ کوفہ تشریف لے آئیں (ابنِ اثیر)

حضرت مسلمؓ حضرت امام حسین علیہ السلام کو خط بھیج چکے تو یکسر حالات بدلنا شروع ہو گئے۔ یزید کو کوفہ کے بدلتے ہوئے حالات کی اطلاع مل چکی تھی۔ چنانچہ اس نے

نعمان بن بشیر کی بجائے عبیداللہ ابن زیاد کو کوفہ کا عامل بنا کر بھیج دیا جو تاریخ کا بدترین سفاک اور شقی القلب انسان شمار کیا جاتا ہے۔ اس نے کوفہ پہنچ کر حضرت مسلمؓ اور اُن کے دو کمسن صاحبزادوں کو بڑی بیدردی سے شہید کر دیا۔ ادھر چونکہ امام حسین علیہ السّلام کے پاس اہلِ کوفہ کے قریباً ڈیڑھ سو خطوط اور بہت سے وفود کے علاوہ حضرت مسلم بن عقیلؓ کا خط بھی پہنچ چکا تھا۔ اس لیے آپ نے کوفہ جانے کی تیاری شروع کر دی اور بالآخر ۳ ، یا ۸ ذوالحجہ کو مکّہ سے روانہ ہو گئے۔ حضرت عمر بن عبدالرحمٰنؓ ، عبداللہ ابن عباسؓ ، عبداللہ ابن جعفرؓ ایسے اصحاب نے آپ کی کوفہ کو روانگی کو پُرخطر بتایا اور روکنے کی کوشش بھی کی ، لیکن تاریخ کا وہ باب جس کا عنوان امامؓ برحق کے خون کی سُرخی چاہتا تھا ، آپ کو بُلا رہا تھا۔ نخلِ اسلام

کے برگ و بار جو ظلم و استبداد کی آندھیوں سے زرد رُو اور پامال ہو رہے تھے، خونِ شہدا سے آبیاری کے طلب گار تھے، ایک فرض کی تکمیل تقاضا کر رہی تھی چنانچہ عورتوں بچوں اور جوانوں پر مُشتمل خاندانِ رسالت کا یہ قدوسی قافلہ اپنے نانا کے دین کی سَر بُلندی کے لیے میدانِ کرب و بلا کی جانب چل نکلا۔

راستے میں شاعرِ اہلبیت فرزدق عراق سے آتا ہوا ملا۔ آپؑ نے پوچھا:

"اہلِ عراق اور کوفہ کو کس حال میں چھوڑ آئے ہو؟

فرزدق نے کہا کہ اہلِ عراق کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں اور تقدیر آسمان سے نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے!

حضرت امام حسین علیہ السّلام نے فرمایا تم سچ کہتے ہو

اور فرمایا :۔

للہ الامر ما یشاء و کل	اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں تمام
یوم ربنا فی شان ان	کام۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے
نزل القضاء بحب فنحمد	اور ہمارا رب ہر روز نئی شان
اللہ و ھو المستعان	میں ہے۔ اگر تقدیرِ الٰہی ہماری
علی اداء الشکر و ان	مراد کے موافق ہوئی تو ہم اللہ
حال القضاء دون	تعالیٰ کا شکر کریں گے اور
الرجاء فلم یعتد من	ہم شکر کرنے میں بھی اس کی
کان الحق نیتہ والتقویٰ	اعانت طلب کرتے ہیں کہ وہ
سریرتہ۔	ادائے شکر کی توفیق دے اور
(کامل ابنِ ایثرا	تقدیرِ الٰہی ہماری مراد میں حائل
	ہو گئی تو وہ شخص خطا پر نہیں جس

کی نیت حق کی حمایت ہو اور

جس کے دل میں خوفِ خدا ہو۔

یہاں سے آگے بڑھے۔ مقام حاجز پر پہنچے تو قیس بن مسرہد

کو اہلِ کوفہ کے نام ایک خط دے کر بھیجا۔ جس میں انہیں

اپنی آمد کی اطلاع دی گئی تھی۔ ابنِ زیاد نے امام عالی مقام

کی آمد سے مطلع ہو کر مقام قادسیہ پر ایک فوجی چوکی قائم

کر رکھی تھی۔ حضرت قیس قادسیہ پہنچے تو گرفتار کر لیے گئے

اور خط سمیت ابنِ زیاد کے پاس پہنچا دیے گئے۔ ابنِ زیاد

نے خط پڑھ کر حضرت قیس کو حکم دیا کہ قصرِ امارت پر چڑھ

کر حضرت امام حسین علیہ السلام کو (معاذاللہ) گالیاں دو

اور لعن طعن کرو۔ حضرت قیس چھت پر چڑھ گئے اور اللہ کی

حمد و ثنا کے بعد بہ آوازِ بلند کہا:

اے اہلِ کوفہ: حسینؓ بن علیؓ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے اور اِس وقت اللہ کی مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ مَیں تمہاری طرف ان کا بھیجا ہوا قاصد ہوں۔ وہ مقامِ حاجز تک پہنچ چکے ہیں تم ان کا استقبال کرو۔"

اس کے بعد ابنِ زیاد کو بُرا بھلا کہا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لیے کلماتِ خیر کہے اور دُعائے مغفرت کی۔ ابنِ زیاد برہم ہوا تھا۔ چنانچہ حضرت قیس کو اس کے حکم سے چھت سے نیچے گرادیا گیا۔ قیس کے نیچے گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام مقامِ ثعلبیہ پہنچے تو آپ کو حضرت مسلم بن عقیلؓ کی شہادت کی خبر ملی اور یہ کہ آپ کوفہ ہرگز نہ آئیں کیونکہ کوفہ میں اِس وقت آپ کا کوئی ساتھی اور مددگار نہیں ہے۔ کچھ ساتھیوں نے واپسی کا مشورہ

دیا اور کہا کہ اگر خدا نخواستہ آپ قتل کر دیے گئے تو پھر دُنیا میں کوئی ایسا نہ رہے گا جس سے بنو اُمیہ کو خوف ہو۔ آپ کی بقا کے ساتھ اسلام کی، اہلِ قریش کی اور پُورے عرب کی حُرمت و عزت وابستہ ہے۔" لیکن جادۂ مستقیم کا یہ مسافر اپنے ارادہ پر قائم رہا۔ فرمایا آگے بڑھو۔

مقام زبالہ پر پہنچ کر اطلاع ملی کہ عبداللہ بن لقیط رض جنہیں آپ نے راستہ سے مسلم بن عقیل رض کی طرف پیغامبر بنا کر بھیجا تھا، وہ بھی شہید کر دیے گئے ہیں۔ آپ نے تمام ساتھیوں کو جمع کیا اور فرمایا:

اے لوگو! ہمیں نہایت دہشت ناک خبریں پہنچی ہیں۔ مسلم بن عقیل رض، ہانی بن عروہ رض اور عبداللہ بن یقطر رض شہید کر دیے گئے۔ ہمارے متبعین نے بے وفائی کی۔ کوفہ میں ہمارا کوئی مددگار نہیں۔ جو ہمارا ساتھ چھوڑنا چاہے چھوڑ دے۔ ہم ہرگز خفا نہ ہوں گے"!

بدوؤں کی ایک بھیڑ جو یہ سمجھتے ہوئے کہ کوفہ میں خوب عیش و آرام کرینگے ساتھ ہوگئی تھی، آپ کے اِس اعلان کے بعد دائیں بائیں کٹنا شروع ہوگئی اور اب آپ کے ساتھ وہی لوگ رہ گئے جو مکّہ سے ساتھ چلے تھے۔

مقام قادسیہ سے آپ آگے بڑھے تو عبیداللہ ابنِ زیاد والئی عراق کے عامل حَصین بن نمیر التیمی نے جو قادسیہ کی چوکی کا نگرانِ اعلےٰ تھا، حُرّ بن یزید التیمی کو ایک ہزار فوج کے ساتھ آپ کی نگرانی کے لیے بھیج دیا اور حکم دیا کہ وہ حضرت امام حسینؓ کے ساتھ برابر لگا رہے یہاں تک کہ انہیں عبیداللہ ابنِ زیاد کے رُوبرو پہنچا دے۔ حُرّ لشکر کے ساتھ مقام ذی حُسم پر آپ سے آملا اور بالمقابل پڑاؤ ڈال لیا۔ اسی اثنا میں نمازِ ظہر کا وقت آگیا۔ آپ نے مؤذّن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ آپ تہہ بند باندھے

چادر اوڑھے نعل پہنے خیمے سے باہر تشریف لائے اور حمد و ثنا کے بعد اپنے ساتھیوں اور حُرؑ کے سپاہیوں کے سامنے خُطبہ دیا۔

ایّھا النا س : انّھا معذرہ	اے لوگو! میرا اللہ تعالیٰ اور تمہاری
الی اللہ تعالیٰ عز وجل والیکم	طرف عُذر ہے کہ بے شک میں
انی لم اتکم حتی اتتنی	(اپنی مرضی سے) تمہارے پاس نہیں
کتبکم و قدمت علی	آیا جب تک کہ تمہارے خطوط
رسلکم ان اقدم علینا	میرے پاس نہیں آئے۔ اور
فانہ لیس لنا امام لعل	تمہاری طرف سے پیغام رساں
اللہ یجمعنا بک علی	میرے پاس بلانے کے لیے پیغام
الھدیٰ فان کنتم	لائے کہ ہمارا کوئی امام نہیں
علیٰ ذلک فقد	شاید اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے
جئتکم فان تعطونی ما	ہمیں ہدایت پر جمع فرمادے

اطمئن الیہ من	پس اگر تم اس بات پر قائم
عھودکم و مواثیقکم	ہو تو میں تمہارے پاس آگیا ہوں
اقدم مصرکم وان	اپنے عہدوں اور پیمانوں کے
لم تفعلوا وکنتم	مطابق جس چیز پر میں مطمن
لمقدمی کارھین	ہو جاؤں اگر میری اطاعت
انصرفت عنکم الی	کرو گے تو میں تمہارے شہر
المکان الذی	(کوفہ) کو آگے جاؤں گا اور اگر
اقبلت منہ الیکم۔	تم ایسا نہیں کرو گے اور میرا
	آنا تمہیں ناپسند ہے تو میں اس
	مقام کی طرف واپس لوٹ
	جاؤں گا جس جگہ سے آیا ہوں"۔

یہ سنکر سب خاموش رہے کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آپ نے مؤذن کو اقامت کہنے کا حکم دیا۔ پھر

حُرّ بن یزید سے کہا کیا تم اپنے لشکر کے ساتھ علیحدہ نماز پڑھو گے؟ حُرّ نے کہا نہیں، آپ امامت کریں ہم آپ کے ہی پیچھے نماز پڑھیں گے۔ دوست دشمن سب مقتدی تھے۔ پھر عصر کا وقت آگیا۔ اور نمازِ عصر کے لیے اذان کا حکم فرمایا۔ آپؑ نے نماز ادا فرمائی اور سلام کے بعد قوم کی طرف متوجّہ ہو کر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا:

اَمّا بعد: ایھا الناس فانکم	حمد و ثنا کے بعد: اے لوگو!
ان تتقوا و تعرفوا الحق	اگر تم ڈرو اور حق کو پہچان لو
لاھله یکن ارضی للّٰه	تو تم دُرستی پر ہو گے اور اللہ تعالےٰ
و نحن اھل البیت اولیٰ	کی بارگاہ میں زیادہ رضامندی
بولایة ھذا الامر علیکم	کا باعث ہو گا اور ہم اہلبیت
من ھؤلآء المدعین	اِس وقت تم پر حاکم بننے کے زیادہ
مالیس لھم و السائرین	حق دار ہیں اُن حکومت کے

نیکم بالجور والعدوان۔
وان انتم کرھتمونا
وجھلتم حقا وکان
رایکم غیر ما اتتنی
کتبکم وقدمت بہ
علی رسلکم انصرفت
عنکم فقال لہ الحرّ
انّا واللہ ما ندری
ما ھذہ الکتب التی
تذکر؟
فاخرج لہ الحسین
خرجین مملوئین
صحفا فنشرھا

دعویداروں کی نسبت کہ ان
میں وہ چیز نہیں (جو ہم میں اہلبیت
کی فضیلت ہے) اور یہ لوگ
تم میں ظلم و عدوان جاری کرنے
والے ہیں اور اگر تم ہمارا آنا
ناگوار سمجھتے ہو اور ہمارے حق
سے ناواقف ہو اور تمہاری رائے
ان خطوط کی تحریروں کے برعکس
ہوگئی ہے جو میرے پاس پہنچے
ہیں اور جو پیغام مجھے پہنچایا گیا
ہے، تو مجھے بھی تمہاری رائے
سے اختلاف کرنا ہوگا۔
(یہ سن کر) حر نے کہا۔ اللہ
کی قسم ہمیں ان خطوط کا کوئی

بین ایدیھم۔ علم نہیں، جن کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے دو تھیلے خطوں سے بھرے ہوئے اُن کے سامنے انڈیل دیے۔

اس پر حُرؒ نے کہا: لیکن وہ ہم نہیں جنہوں نے یہ خط لکھے تھے۔ ہمیں تو بس یہ حکم ملا ہے کہ آپ کو ابنِ زیاد کے پاس پہنچادیں۔ آپ نے فرمایا واللہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ میرے جیتے جی تم ایسا نہ کر سکو گے۔ حُر نے کہا اگر آپ کو یہ منظور نہیں تو آپ کوئی ایسا راستہ اختیار کیجئے جو نہ کوفہ کو جاتا ہو نہ مدینہ کو۔ میں ابنِ زیاد کو لکھتا ہوں شاید میں آپ کے معاملہ میں امتحان سے بچ جاؤں۔ جسے آپ نے منظور کر لیا۔ یہاں تک کہ آپؑ مقامِ بیضہ میں پہنچے۔

یہاں آپؑ نے پھر دوستوں اور دشمنوں سے خطاب فرمایا۔

ایها الناس ان رسول اللّٰه	اے لوگو! بے شک جناب
صلے اللّٰه علیه وسلم قال	رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم
من رأی سلطانا	نے فرمایا ہے جو شخص ظالم بادشاہ
جائراً مستحلاً لحرم	کو دیکھے کہ وہ اللّٰہ تعالیٰ کی حرمات
اللّٰه ناکثاً لعهد اللّٰه	کو حلال قرار دینے والا ہے ،
مخالفاً لسُنّةِ رسول اللّٰه	اللّٰہ تعالیٰ کے عہد توڑنے والا ہے ،
صلے اللّٰه علیه وسلّم یعمل	جناب رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم
فی عباد اللّٰه بالاثم	کی سُنّت کی مخالفت کرنے
والعدوان فلم	والا ہے ، اللّٰہ تعالےٰ کے
یغیّر علیه بفعل ولا	بندوں میں گناہ اور نافرمانی
قول ، کان حقاً علی اللّٰه	میں تجاوز کا عمل جاری کرنے
ان یدخله مدخلہ الاو	والا ہے ، پھر (وہ شخص) قول

ان ھولاء قدلزموا طاعۃ
الشیطٰن وترکوا طاعۃ الرحمٰن
واظھروا الفساد وعطلوا الحدود
واستاثروا الفیٔ واحلوا حرام اللہ
وحرموا حلالہٗ وانا
احقّ من غیر وقد
اتتنی کتبکم وقدمت
علی رسلکم ببیعتکم
انکم لا تسلمونی ولا
تخذلونی فان
تممتُم علی بیعتکم
تصیبوا رشدکم
وانا الحسین بن علی

اور فعل سے اسکی مخالفت نہیں
کرتا تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ
اسے خاص عذاب میں مبتلا کر
دے! خبردار! اِن لوگوں نے
شیطان کی اطاعت کو اختیار
کرلیا ہے اور رحمان کی اطاعت
کو چھوڑ دیا ہے اور فساد برپا
کر رہے ہیں، شریعت کی حدود
کو چھوڑ دیا ہے اور مالِ غنیمت
کو اپنا حق سمجھ لیا ہے اور اللہ
تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو
حلال اور حلال چیزوں کو حرام
قرار دے لیا ہے اور میں اِن

وابن فاطمة بنت	خلافِ شرع باتوں کے) مٹاتے
رسول الله صلے الله علیہ	کا زیادہ حق رکھتا ہوں اور میرے
وسلم نفسی مع انفسكم	پاس تمہارے خطوط آئے ہیں
واهلی مع اهلیكم فلكم	اور تمہاری طرف سے بیعت
فی اسوة وان لم	کے پیغام رساں پہنچے ہیں کہ تم
تفعلوا ونقضتم عهدكم	میری بات ماننے سے گریز نہ
وخلعتم بیعتی من	کرو گے اور میری مدد کرنا نہ چھوڑو
اعناقكم فلعمری	گے پھر اب اگر تم نے میرے ہاتھ
ماهی لكم بنكر لقد	پر بیعت مکمل کر لی تو اپنی ہدایت
فعلتموها بابی واخی	کا حصہ حاصل کر لو گے (اور جان لو کہ)
وابن عمی مسلم والمغرور	میں حسینؓ بن علیؓ اور جناب رسول اللہ
من اغتر بكم فحظكم	صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہؓ کا بیٹا
اخطأتم ونصیبكم	ہوں۔ میں خود تمہارے ساتھ ہوں
	اور میرے اہل تمہارے اہل کے ساتھ ہیں

ضیعتم۔ ومن
نکث فانما
ینکث علی نفسہٖ
وسیُغنی اللہ عنکم
والسلام علیکم ورحمۃ
اللہ وبرکاتہٗ۔

تمہارے لیے میری ذات میں
(ہدایت کا) نمونہ ہے اور اگر تم
نے ایسا نہ کیا (بیعت کر کے
اطاعت نہ کی) اور اپنے عہد کو
توڑ دیا، اپنی گردنوں سے میری
بیعت کو نکال دیا تو مجھے میری
عمر کی قسم! تم سے یہ کوئی عجیب بات
نہیں۔ تم نے میرے باپ (حضرت علیؓ)
اور بھائی (حسنؓ) اور ابنِ عم مسلمؓ
(ابن عقیل) کے ساتھ بھی اسی طرح
بدعہدی کی ہے اور جو شخص تمہاری
باتوں میں آگیا، دھوکے میں پڑ گیا۔
پس اپنی ہدایت کا حصہ تم چوک گئے
(خطا کر گئے) اور اپنا نصیبہ تم نے

ضائع کر دیا۔ اور جس شخص نے
عہد کو توڑا تو اِس عہد کے توڑنے
کا وبال اسی کی ذات پر ہے

(کامل ابنِ اثیر) اور اللہ تعالیٰ تم سے مجھے بے پروا
کر دے گا۔

والسّلام علیکم و رحمۃ اللّٰہ و برکاتہٗ،

ایک اور مقام پر آپ نے پھر مخالفین کے سامنے یہ خطبہ ارشاد
فرمایا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔

انہ قد نزل من الامر — بے شک جس قدر سخت معاملہ
ماقد ترون وان — در پیش ہُوا ہے تم دیکھ رہے
الدنیا قد تغیرت و — ہو اور بیشک دنیا کے حالات
تنکرّت وادبر معروفها — میں تغیّر و تبدّل ہو چکا ہے اور
واستمرّت جدّاً فلم — حالات ناگوار ہو چکے ہیں اور

يبق منها الا صبابة
كصبابة الاناء وخسيس
عيش كالمرعى
الوبيل الا ترون
ان الحق لا يعمل به
وانّ الباطل
لا يتناهى عنه ليرغب
المؤمن في لقاء الله
محقاً فاني لا ارى الموت
الا شهادة ولا الحيوٰة
مع الظلمين الا برما

دُنیا نیکی کو پیچھے چھوڑ کر اسی
نہج پر چل رہی ہے۔ پھر نیکی سے
صرف اتنا ہی کچھ باقی رہ گیا ہے
جتنا کہ برتن میں تھوڑا سا تلچھٹ۔
اور زہر آلود خوراک سے زندگی خراب
ہو جاتی ہے خبردار تم نہیں سمجھتے کہ
حق پر عمل نہیں ہو رہا اور بیشک
باطل سے منع نہیں کیا جاتا۔ بیشک
میں موت کو شہادت یقین کرتا
ہوں اور ظالموں کے ساتھ زندگی
گزارنا بجائے خود ایک جرم ہے

حرُ بن یزید آپ کے ساتھ برابر چلا آ رہا تھا، بار بار کہتا
تھا۔ اے حسینؓ! میں آپ کو اپنی جان کے بارے میں

خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر آپ جنگ کریں گے تو یقیناً قتل کر دیے جائیں گے۔ ایک مرتبہ آپ نے غضبناک ہو کر فرمایا:

"تو مجھے موت سے ڈراتا ہے! کیا تمہاری شقاوت اِس حد تک پہنچ جائے گی کہ مجھے قتل کرو گے؟ سمجھ میں نہیں آتا کہ تجھے کیا جواب دوں؟ لیکن میں وہی کہوں گا جو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے ایک صحابی نے جہاد پر جاتے ہوئے اپنے بھائی کی دھمکی سن کر کہا تھا:

سأمضی و ما بالموت عار علی الفتیٰ

اذا ما نوی خیرا وجاھد مسلما

فَاِنْ عِشْتُ لَمْ اَنْدَمَ وَاِنْ مِتُّ لَمْ اُلَمْ

کَفٰی بِکَ ذُلًّا اَنْ تَعِیْشَ وَتُرْغَمَا

"یعنی میں اپنے ارادہ کو ضرور پورا کروں گا اور موت میں کسی جوان کے لیے کوئی عار نہیں۔ جبکہ اس کی نیّت خیر ہو اور مسلمان ہو کر جہاد کر رہا ہو۔ پھر اگر میں زندہ رہ گیا تو نادم نہ ہوں گا اور اگر مر گیا تو قابلِ ملامت نہ ہوں گا اور تمہارے لیے اِس سے بڑی ذِلّت کیا ہے کہ ذلیل و خوار ہو کر زندہ رہو۔"

عذیب الہجانات مقام پر کوفہ سے چار سوار آتے دکھائی دیے، ان کے آگے آگے طرماح بن عدی یہ رجز پڑھتے ہوئے آرہے تھے:

" اے میری اونٹنی! میری ڈانٹ سے نہ ڈر۔ طلوعِ فجر سے پہلے ہمّت سے چل۔ اچھے مسافروں کو لے چل۔ سب سے بہتر سفر پر چل۔ یہاں تک کہ شریف النسب آدمی تک پہنچ جا۔ وہ عزّت والا ہے، آزاد ہے،

فراخ سینہ ہے، اللہ اُسے سب سے اچھے کام کے لیے لایا ہے۔ اللہ اسے سلامت رکھے۔"

حُرؓ نے ان لوگوں کو دیکھا تو آپؓ سے کہا: یہ لوگ کوفہ کے ہیں۔ آپ کے ساتھی نہیں۔ میں انہیں روکوں گا یا واپس کردوں گا!" آپ نے فرمایا "تم وعدہ کر چکے ہو کہ ابنِ زیاد کا خط آنے سے پہلے تم مجھ سے کوئی تعرّض نہ کرو گے۔ اگر تم نے اِن سے چھیڑ چھاڑ کی تو میں تم سے لڑوں گا!" یہ سُن کر حُر خاموش ہو گیا۔

آنے والوں نے بتایا کہ شہر کے سرداروں کو رشوتیں دے کر ملا لیا گیا ہے۔ عوام کے دل آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں کل آپ کے خلاف نیام سے نکلیں گی اور یہ کہ آپ کے فرستادہ قاصد قیس بن مسہر کو قتل کر دیا گیا ہے۔

حضرت قیس کی شہادت کے حالات سُن کر آپ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا:

"بعض ان میں سے مر چکے ہیں اور بعض موت کا انتظار کر رہے ہیں۔ مگر حق پر ثابت قدم ہیں۔ ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ خدایا! ہمارے لیے اور ان کے لیے جنّت کی راہ کھول دے، اپنی رحمت اور ثواب کے دار القرار میں ہمیں اور اُنہیں جمع کر دے۔"

طرماح بن عدی نے کہا کہ "میں نے جو حالات دیکھے ہیں، ان کا تقاضا ہے کہ آپ جلد از جلد دشمنوں کے نرغے سے نکل جائیں۔ آپ میرے ساتھ چلئے۔ میں اپنے پہاڑ "اجا" میں آپ کو اتاروں گا۔ وہاں دس دن بھی نہ گزریں گے کہ قبیلہ طے کی بیس ہزار تلواریں آپ کی مدد کو پہنچ جائیں گی۔ مگر آپ نے فرمایا:

"اللہ تمہیں جزائے خیر دے لیکن ہمارے اور ان کے درمیان ایک عہد ہو چکا ہے، ہم اس کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ ہمارا ان کا معاملہ کس حد تک پہنچ کر ختم ہو گا"!

ایک خواب

قصر بنی مقاتل نامی مقام سے کوچ کے وقت اونگھ آگئی۔ پھر چونک کر بلند آواز سے آپ نے فرمایا:-

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ط اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۔ تین مرتبہ یہی فرمایا۔ آپ کے صاحبزادے علی اکبر نے سنا اور عرض کی۔ ابا جان! کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا۔ جانِ پدر! ابھی اونگھ گیا تھا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سوار کہتا ہوا چلا جا رہا ہے۔ "لوگ چلتے ہیں اور ان کی موت اُن

کے ساتھ چل رہی ہے"۔ میں نے سمجھ لیا یہ ہماری موت کی خبر ہے جو ہمیں سنائی جا رہی ہے۔"

علی اکبرؓ نے کہا! خدا آپ کو روزِ بد نہ دِکھائے۔ ابا جان کیا ہم حق پر نہیں؟ فرمایا "بیشک ہم حق پر ہیں"۔ اِس پر وہ کہہ اُٹھے۔ "اگر ہم حق پر ہیں تو موت کی کوئی پروا نہیں"! (ابنِ جریر۔ شرح نہج البلاغۃ وغیرہ)

مقام نینوا پر پہنچے تو ابنِ زیاد کا قاصد حُرؓ کے پاس اس کا حکم لے کر پہنچا جس میں لکھا تھا کہ:

"حسینؑ کو کہیں ٹِکنے نہ دو۔ کُھلے میدان کے سوا کہیں اترنے نہ پائے قلعہ بند یا شاداب مقام پر پڑاؤ نہ ڈال سکے۔ میرا یہ قاصد تمہارے ساتھ رہے گا اور دیکھتا رہے گا کہ تم کہاں تک میرے حکم کی تعمیل کرتے ہو۔"

حُسینی قافلہ کربلا میں

آخر آپ ایک اجاڑ سرزمین میں جا کر اُتر پڑے۔ پوچھا کیا نام ہے اِس جگہ کا؟ بتایا گیا۔ کربلا! آپ نے فرمایا۔ "ہاں! یہ کرب اور بلا ہے"، یہ بے آب و گیاہ مقام پانی سے دُور تھا۔ دریا اور اِس مقام کے درمیان ایک پہاڑی حائل تھی۔ دوسرے دن عمر بن سعد ابن زیاد کی تازہ ہدایات کے ساتھ چار ہزار کی فوج لے کر آپہنچا۔ آتے ہی قاصد کے ذریعے امام حسینؓ سے دریافت کیا آپ کیوں تشریف لائے ہیں؟ آپ نے وہی جواب دیا جو اِس سے پہلے حُرّ بن یزید کو دے چکے تھے کہ اہلِ کوفہ ہی نے مجھے بلایا ہے۔ اب اگر وہ مجھے ناپسند کرتے ہیں تو میں واپس جانے کے لیے تیار ہوں۔ عمر بن سعد کو اِس جواب سے اطمینان ہوا۔ اور سوچا کہ

اگر خونِ حسینؑ کا امتحان اُس سے ٹل جائے تو بہتر ہے۔

فوراً ابنِ زیاد کو خط لکھا مگر اُس نے خط پڑھ کر کہا :

"اب ہمارے پھندے میں آ پھنسا ہے۔ چاہتا ہے نجات پائے۔ مگر اب واپسی اور نکل بھاگنے کا وقت نہیں!"

اور پھر جواب لکھوایا۔ "حسینؑ سے کہو پہلے اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ یزید کی بیعت کریں۔ پھر ہم دیکھیں گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ حسینؑ اور ان کے ساتھیوں پر پانی بند کر دیا جائے۔ وہ پانی کا ایک قطرہ بھی نہ پینے پائیں"۔ چنانچہ پانی بند کر دیا گیا اور دریا کے گھاٹ پر پانچسو سپاہی متعین کر دیئے گئے۔

حضرت امام حسینؓ نے اپنے بھائی حضرت عباسؓ بن علیؓ کو تیس سوار اور بیس پیدل دیکر فرات سے پانی لانے کا حکم دیا۔ چنانچہ سخت مقابلہ کے بعد آپ

بیں مشکیں بھر لانے میں کامیاب ہو گئے۔

شام کو امام حسین علیہ السلام اور عمر بن سعد کے درمیان پھر ملاقات ہوئی جس میں آپ نے تین صورتیں پیش کیں:

۱۔ مجھے وہیں لوٹ جانے دو، جہاں سے آیا ہوں۔

۲۔ مجھے یزید کے پاس جانے دو، میں اپنا معاملہ خود اس سے طے کر لونگا۔

۳۔ مجھے مسلمانوں کی کسی سرحد پر بھیج دو۔ وہاں کے لوگوں پر جو گزرتی ہے، وہی مجھ پر بھی گزرے گی۔

عمر بن سعد نے یہ صورتِ حال ابنِ زیاد کو لکھ بھیجی لیکن وہاں سے شمر بن ذی الجوشن ابنِ زیاد کا یہ جواب لے کر کربلا پہنچا کہ:

میں نے تمہیں اِس لیے نہیں بھیجا کہ تم جنگ سے

پہلو تہی کرو۔ یا ان کو مہلت دو۔ یا ان کی سفارش کرو۔ اگر حسینؓ اور ان کے ساتھی میرے حکم پر صلح کرنا اور میرے پاس آنا چاہتے ہیں تو ان کو صحیح سالم یہاں پہنچا دو۔ ورنہ ان سے جنگ کرو۔ یہاں تک کہ ان کو قتل کرو۔ مُثلہ کرو۔ پھر قتل کے بعد ان کو گھوڑوں کی ٹاپوں میں روند ڈالو۔ اگر تم نے ہمارے حکم کی تعمیل کی تو انعام پاؤ گے اور اگر اس کی تعمیل نہیں کر سکتے تو فوج کی قیادت شمر کے سپرد کر دو۔" (ابن جریر)

شِمر ذی الجوشن کی پھوپھی اُمّ البنین بنتِ حزام امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی زوجیت میں تھی۔ ان کے چار صاحبزادے عباس بن علیؓ، عبداللہ بن علیؓ، جعفر بن علیؓ اور عثمان بن علیؓ اِس معرکے میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ شمر ان چاروں

کے لیے ابنِ زیاد سے پروانۂ امان حاصل کر چکا تھا۔
جب یہ پروانہ ان چاروں بزرگوں کے پاس پہنچا تو انہوں نے اسے حقارت سے ٹھکرا دیا۔ اور فرمایا :
"افسوس ہے تم پر کہ ہمیں تو امان دیتے ہو لیکن فرزندِ رسولؐ کے لیے امان نہیں ہے اللہ کی امان تمہاری امان سے بہتر ہے۔ ہم تجھ پر اور تیری امان پر لعنت بھیجتے ہیں۔"
حضرت امام حسینؓ نے بھی ابنِ زیاد کا یہ پیغام مسترد کر دیا اور فرمایا کہ اِس ذِلّت سے موت بہتر ہے ؎

سَر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حَقّا کہ بنائے لا الٰہ ہست حسینؑ

نویں محرم کو حضرت امام حسین علیہ السلام کو خواب میں جناب رسُول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم ملے اور فرمایا :

حسینؓ! تم اب ہمارے پاس آنے والے ہو۔

یہ خواب آپ کی ہمشیرہ جناب زینبؓ نے سُنا تو رو پڑیں۔ اِسی حالت میں شمر کا لشکر سامنے آگیا۔ آپ نے اپنے بھائی حضرت عباسؓ سے کہا کہ اِن سے کہو کہ آج کی رات قتال ملتوی کر دو تاکہ میں آج کی رات وصیت نماز، دعا و استغفار کر سکوں۔ چنانچہ دشمن واپس چلے گئے۔ (ابن جریر۔ لیعقوبی)

فوج کی واپسی کے بعد آپ نے اپنے اصحاب کو جمع کیا۔ اور یہ خطبہ دیا۔

اللّٰھم انی حمدک	اے اللہ! میں تیری حمد اور تیرا شکر بجالاتا ہوں اِس
علی ان اکرمتنا بالنبوۃ	بات پر کہ تو نے ہمیں نبوّت
وعلمتنا القرآن و	کے شرف سے نوازا۔ ہمیں
ففھتنا فی الدین	قرآن سکھایا اور دین میں فہم و

وجعلت لنا اسماعاً و	شعور بخشا اور ہمیں (حق
ابصاراً و افئدة ولم	کے سننے والے) کان اور
تجعلنا من المشرکین	(حقائق بین) آنکھیں اور حق
امّا بعد۔ فانی لا اعلم	شناس) دل دیے اور ہمیں مشرکوں
اصحاباً اولیٰ و لا	میں نہیں بنایا۔ امّا بعد! میرے
خیراً من اصحابی ولا	علم میں آج کسی شخص کے ساتھی
اھل بیتٍ ابرّ ولا اوصل	ایسے اچھے اور افضل نہیں جیسے
من اھل بیتی فجزاکم	کہ میرے ساتھی اور نہ ہی میرے
اللہ عنی جمیعاً خیراً	اہلبیتؑ سے بڑھ کر کوئی خاندان
الا وانی اظن یومنا	نیک وفا شعار اور ثابت قدم
من ھٰؤلاء الاعداء	ہے۔ تم سب کو اللہ میری طرف
غداً الا وانی قد رأیت	سے جزائے خیر دے۔ میں سمجھتا
لکم فانطلقوا جمیعاً	ہوں کہ کل کا دن میرے اور
	ان کے درمیان فیصلہ کن ہوگا

فی حلٍ، لیس علیکم منّی	مَیں نے تمہارا اخلاص دیکھ
ذمام ھٰذا اللیل قد غشیکم	لیا - اب میں تم سب کو اجازت
فاتّخذوہ جملا ثم	دیتا ہوں کہ اب تم سب امن
لیاخذ کل رجل منکم	کی جگہ چلے جاؤ میرا تم پر کوئی
بید رجل من	عہد (باقی) نہیں - رات کی
اھل بیتی ثم تفرقوا	تاریکی چھا چکی ہے، اسے
فی سوادکم و مدائنکم	غنیمت جانو - اور تم میں سے
حتیٰ یفرج اللہ -	ہر شخص میرے اہلبیت میں سے
فان القوم انما	ایک شخص کا ہاتھ تھام لے
یطلبوننی ولو قد	اور اپنی اپنی آبادیوں اور شہروں
اصابونی لھوا	میں پھیل جاؤ یہاں تک کہ
عن طلب غیری	اللہ تعالیٰ کشائش فرمادے۔
	دشمن قوم صرف میری طلب گار

ہے۔ جب وہ مجھے پالیں گے

(جمہرۃ خطب العرب) تو پھر وہ کسی اور سے تعرض نہ کریں

(ص۱۷) گے۔"

یہ تقریر سُن کر آپ کے ساتھی اور اہلبیت سخت بے چین ہو اُٹھے اور پکار اُٹھے۔ "اے ہمارے آقا! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کو دشمنوں کے نرغہ میں چھوڑ کر بھاگ جائیں! لوگ کیا کہیں گے کہ ہم نے اپنے سردار کے ساتھ نہ کوئی تیر پھینکا نہ نیزہ مارا نہ تلوار چلائی۔ نہیں، واللہ یہ ہرگز نہ ہوگا۔ ہم تو آپ پہ اپنی جان و مال اور آل و اولاد سب کچھ قربان کردیں گے۔ آپ کے بعد ہمیں خدا زندہ نہ رکھے۔"

یہ رات آپ اور آپ کے ساتھیوں نے اذکار و عبادت میں گزاری اور دشمن خیموں کے گرد چکر لگاتا رہا۔

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ میری پھوپھی زینبؓ میری تیمار داری میں مصروف تھیں کہ میرے والد یہ شعر پڑھ رہے تھے :

"اے زمانے! تیرا بُرا ہو۔ تو کیسا بے وفا دوست ہے صبح وشام تیرے ہاتھوں سے کتنے مارے جاتے ہیں۔ تو کسی کی رعایت نہیں کرتا۔ کسی سے عِوض قبول نہیں کرتا اور سارا معاملہ اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ ہر زندہ موت کی راہ پر چلا جا رہا ہے۔"

تین چار مرتبہ آپ نے یہ شعر دہرائے۔ میرا دل بھر آیا۔ آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ مگر مَیں نے ضبط کیا اور سمجھ گیا کہ مصیبت ٹلنے والی نہیں۔ میری پھوپھی نے شعر سنے تو پھُوٹ پھوٹ کر رونے لگیں۔ ضبط کا دامن ہاتھ سے چھُوٹ گیا۔ شیون و فریاد کرنے لگیں۔ حضرت

امام عالی مقامؑ نے یہ حالت دیکھی تو خیمہ میں تشریف لائے فرمایا۔ ”اے بہن! یہ کیا حال ہے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بے صبری ہمارے ایمان و استقامت پر غالب آجائے! انہوں نے روتے ہوئے کہا۔ ”ایسی حالت پر صبر کیونکر کیا جاسکتا ہے جب کہ آپ ہمیں قتل ہوتے نظر آرہے ہیں!“

آپؑ نے فرمایا۔ ”مشیّت کا یہی فیصلہ ہے“! اِس پر بیقراریاں اور بڑھ گئیں اور وہ شدّتِ غم سے بے حال ہوگئیں۔ یہ حالت دیکھ کر آپ نے صبر و استقامت پر ایک پُر اثر تقریر کی۔ آپ نے فرمایا :

”بہن! خدا سے ڈرو! اُس کی حمد و ستائش سے اطمینان حاصل کرو۔ موت دُنیا میں ہر زندگی کے لیے ہے۔ آسمان والے بھی ہمیشہ زندہ نہ رہیں گے۔ ہر

چیز فنا ہونے والی ہے۔ پھر موت کے خیال سے
اس قدر رنج اور بیقراری کیوں ہو۔ اے بہن! دیکھو
ہمارے لیے اور ہر مسلمان کے لیے رسول اللہ صلّے اللہ
علیہ وسلّم کی زندگی اسوۂ حسنہ ہے۔ یہ نمونہ ہمیں کیا
سکھاتا ہے ؟ یہ ہمیں ہر حالت میں صبر و ثبات اور
توکّل اور رضا کی تعلیم دیتا ہے۔ چاہیئے کہ ہم کسی حال میں
بھی اس سے منحرف نہ ہوں " (ابن جریر۔ یعقوبی)

پھر آپ اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے اور اپنے
ساتھیوں کے سامنے حسبِ ذیل خطبہ دیا :

یا عباد اللّٰہ : اتقوا اللّٰہ	اے اللہ کے بندو! اللہ سے
وکونوا من الدّنیا علی	ڈرو اور دنیا کے (شر و فتنہ)
حذر فانّ الدنیا لو بقیت	سے بچتے رہو۔ کیونکہ دُنیا اگر
علی احد او بقی علیھا	کسی کے ساتھ باقی رہتی، یا
	کوئی دنیا میں باقی رہتا، تو

احد لکانت الانبیاء احق	انبیاء علیہم السلام بقا کے زیادہ
بالبقآء واولی بالرضآء	مستحق تھے۔ اور دنیوی زندگی
وارضی بالقضآء غیر	پر زیادہ راضی رہنے والے اور
ان اللّٰہ تعالیٰ خلق الدنیا	اس کے اتار چڑھاؤ کے پسند
للفناء فجدیدھا بالٍ	کرنے والے ہوتے۔ مگر حقیقت
ونعیمھا مضمحلّ و	یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو
سرورھا مکفھرّ والمنزل	فنا کے لیے پیدا کیا اور دنیا کی ہر
بلغۃ والدار قلعۃ	نئی شے پرانی ہونیوالی ہے اور
فتزوّدوا فانّ	اسکی نعمتیں ختم ہونیوالی ہیں۔
خیر الزّاد التقویٰ	کمزور ہیں اور اسکی خوشی مکدّر
واتقوا اللّٰہ لعلکم	ہے۔ اس کا قیام مقامِ خوف اور
تفلحون	اس کا گھر کوچ کی جگہ ہے۔ اِس
(جمہرۃ خطب العرب)	لیے تم کوچ کے لیے زادِ راہ

تیار کرو۔ بیشک بہتر زادِ راہ
تقویٰ ہے اور اللہ تعالیٰ سے
ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ"۔

جمعہ یا سنیچر کا دن تھا اور محرم کی دسویں تاریخ کہ نمازِ فجر کے بعد عمر بن سعد اپنی فوج لے کر نکلا۔ حضرت امام عالی مقامؑ نے اپنے اصحاب کی صفیں بالمقابل قائم کیں۔ اللہ اللہ، یہ منظر کیسا تھا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے پر تیر و تبر آزمانے نکل پڑے تھے۔ نہ جانے ان لوگوں کے ایمان کیسے تھے کہ نہ انہیں اپنے نبیؐ کی عزت کا پاس تھا نہ ان کی بیٹیؓ کی شرم۔ خاندانِ رسالت کی عفیف بیبیاں، خیموں میں سہمے ہوئے بچے۔ موت کے سائے جن کے تعاقب میں ہر لحظہ بڑھتے آ رہے ہیں۔ آہ آج ان کے بابا اور نانا کے گلشن کی آبرو لٹ

جائے گی۔ آہ یہ سب کچھ کیا ہے؟ یہ سب کچھ
کیوں ہے؟ خیموں سے آہوں اور سسکیوں کی آواز
نالوں میں تبدیل ہونے کے لیے بیقرار ہے۔ امامؑ عالی
مقام اپنی مختصر سی سپاہ کو ترتیب دیتے ہوئے خیمہ گاہ
کی طرف پلٹے اور اپنی عفیفہ بہن زینبؑ سے فرمایا
"میری بہن! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ میری
شہادت پر تم کپڑے نہ پھاڑنا۔ بال نہ نوچنا۔ سینہ کوبی
نہ کرنا۔ بین نہ کرنا۔ صبر و استقامت کا دامن ہاتھ سے
نہ چھوڑنا۔"

اور پھر میدانِ جنگ میں پہنچ گئے۔ دشمن کا رسالہ
آگے بڑھتے دیکھا تو آپ نے دُعا کے لیے بارگاہِ
ربّ العزت میں ہاتھ پھیلا دیے فرمایا:
الٰہی! ہر مصیبت میں میرا تجھی پر بھروسہ ہے۔ ہر سختی

یں تو ہی میرا پُشت پناہ ہے کتنی مصیبتیں پڑیں، دل کمزور ہو گیا، تدبیر نے جواب دے دیا، دوستوں نے بے وفائی کی، دشمن نے خوشیاں منائیں۔ مگر میں نے صرف تجھی سے التجا کی اور تو نے ہی میری دستگیری کی۔ تو ہی میری ہر نعمت کا مالک ہے۔ تو ہی احسان والا ہے۔ آج بھی تجھی سے التجا کی جاتی ہے" (ابنِ اثیر)

جب دشمن قریب آ گیا تو آپ نے اپنی اونٹنی طلب کی۔ سوار ہوئے۔ قرآن سامنے رکھا اور دشمن کی صفوں کے سامنے کھڑے ہو کر بلند آواز سے خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا:

ایھا الناس اسمعوا قولی	لوگو! میری بات سُنو۔ جلدی نہ کرو
ولا تعجلونی حتیٰ	تاکہ میں حقِ نصیحت ادا کردوں
اعظمھم بما یجب	جو میرے ذمہ ہے اور تاکہ میں
لکم علی وحتی اعتذر	تمہیں اپنے یہاں آنے کی وجہ

ایکم مقدمی علیکم
فان قبلتم عذری و
صدقتم قولی و
انصفتمونی کنتم
بذلک اسعد ولم
یکن لکم علی سبیل وان
لم تقبلوا منی العذر
فاجمعوا امرکم و
شرکائکم ثم لا
یکن امرکم علیکم
غمة ثم اقضوا الیّ
ولا تنظرون ان
ولیّ اللّٰہ الّذی

بتلادوں۔ پھر تم اگر میرا عُذر
قبول کرو اور میری بات کو
سچا جانو۔ اور میرے ساتھ انصاف
کرو تو اس میں تمہاری فلاح و
سعادت ہے اور پھر تمہارے
لیے میرے قتال کا کوئی راستہ
نہیں اور اگر تم میرا راستہ قبول
نہ کرو تو تم سب مل کر مقرر کرو
اپنا کام اور جمع کرلو اپنے شریکوں
کو۔ پھر نہ رہے تم کو اپنے کام میں
شبہ۔ پھر کر گزرو میرے ساتھ
(جو جی آئے) اور مجھکو مہلت نہ
دو۔ بیشک میرا اعتماد اُس

نزل الکتب و ھو ذات پر ہے جس نے کتاب

یتولی الصالحین۔ نازل کی اور وہی حامی ہے

نیکو کاروں کا۔

اہلبیت نے یہ کلام سُنا تو شدّتِ تاثّر سے بے اختیار ہو گئیں۔ میدانِ کربلا مقتل نظر آرہا تھا۔ خیموں سے آہ و بکا کی صدائیں بلند ہوئیں۔ آپ نے سلسلۂ کلام روک کر اپنے بھائی عبّاسؓ اور اپنے فرزند علی اکبرؓ کو بھیجا کہ انہیں خاموش کرائیں اور کہا ابھی انہیں بہت رونا باقی ہے۔ اور پھر از سرِ نو تقریر شروع کی۔

"لوگو! میرا حسب نسب یاد کرو۔ سوچو مَیں کون ہوں؟ پھر اپنے گریبانوں میں مُنہ ڈالو اور اپنے ضمیر کا محاسبہ کرو۔ خوب غور کرو۔ کیا تمہارے لیے میرا قتل کرنا اور میری حُرمت کا رشتہ توڑنا روا ہے؟ کیا

مَیں تمہارے نبی کی بیٹی کا بیٹا اور اس کے عمّ زاد کا فرزند نہیں ہوں؟ کیا سیّد الشہدا حمزہؓ میرے باپ کے چچا نہیں تھے؟ کیا ذوالجناحین جعفر الطیارؓ میرے چچا نہیں ہیں؟ کیا تم نے رسُول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلّم کا یہ مشہور قول نہیں سُنا کہ آپ میرے اور میرے بھائی کے حق میں فرماتے ہیں۔ سید شباب اھل الجنّۃ (جنت میں نوجوانوں کے سردار) اگر یہ میرا بیان سچّا ہے اور ضرور سچا ہے کیونکہ واللہ میں نے ہوش سنبھالنے کے بعد سے آج تک کبھی جھوٹ نہیں بولا تو بتلاؤ کیا تمہیں برہنہ تلواروں سے میرا استقبال کرنا چاہیئے؟ اگر تم میری بات کا یقین نہیں کرتے تو ہم میں ایسے لوگ موجود ہیں جن سے تصدیق کر سکتے ہو۔ جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے پوچھو۔ ابو سعید خدریؓ سے پوچھو۔ سہل بن سعدؓ

ساعدی انصاریؓ سے پوچھو۔ زید بن ارقمؓ سے پوچھو۔ انس بن مالکؓ سے پوچھو۔ وہ تمہیں بتائیں گے کہ انہوں نے میرے اور میرے بھائی کے بارے میں جنابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے یا نہیں؟ کیا یہ بات بھی تمہیں میرا خون بہانے سے نہیں روک سکتی؟ واللہ اِس وقت رُوئے زمین پر بجز میرے کسی نبی کی بیٹی کا بیٹا موجود نہیں ہیں تمہارے نبیؐ کا بلاواسطہ نواسہ ہوں۔ مجھے تم کس لیے ہلاک کرنا چاہتے ہو؟ کیا مَیں نے کسی کی جان لی ہے؟ کسی کا خون بہایا ہے؟ کسی کا مال چھینا ہے؟ کہو کیا بات ہے؟ آخر میرا قصور کیا ہے؟"

آپ نے بار بار پوچھا مگر کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اِس خاموشی پر پھر آپ نے بڑے بڑے کوفی سرداروں کا نام لے کر پکارنا شروع کیا۔

"اے شبث بن ربعی! اے حجاز بن الجبیر! اے قیس بن الاشعث! اے یزید الحارث! کیا تمہی نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ "پھل پک گئے، زمین سرسبز ہو گئی، نہریں اُبل پڑیں۔ اگر آپ آئیں گے تو اپنی فوج جرّار کے پاس آئیں گے۔ جلد آئیے!"

اِس پر اُن لوگوں کی زبانیں کھلیں اور انہوں نے کہا: "ہر گز نہیں، ہم نے نہیں لکھا تھا"۔ اِس کے بعد آپ نے پکار کر کہا۔ "اے لوگو! چونکہ تم اپنے عہدوں سے منحرف ہو گئے ہو اور اب مجھے ناپسند کرتے ہو، اِس لیے بہتر ہے کہ مجھے چھوڑ دو، میں یہاں سے واپس چلا جاتا ہوں!"

یہ سُن کر قیس بن الاشعث نے کہا۔ "کیا یہ بہتر نہیں کہ آپ اپنے آپ کو ابنِ زیاد کے حوالے کر دیں، وہ آپ کے ساتھ بُرا سلوک نہ کرے گا۔ وہ آپ سے وہی

برتاؤ کرے گا جو آپ پسند کریں گے۔"

آپ نے جواب دیا۔"اے شخص تو چاہتا ہے کہ بنی ہاشم تجھ سے مسلم بن عقیلؓ کے علاوہ ایک اور خون کا مطالبہ کریں۔ نہیں! واللہ میں ذِلّت کے ساتھ اپنے آپ کو کبھی ان لوگوں کے حوالے نہ کروں گا!" (ابن جریر)

زہیرؓ بن القین نے آپؓ کے بعد اپنا گھوڑا لشکرِ اعدا کی جانب بڑھایا۔ ان کے سامنے پہنچے اور ان سے مخاطب ہو کر بولے:

اے اہلِ کوفہ! عذابِ الٰہی سے ڈرو۔ ہر مسلمان پر اپنے بھائی کو نصیحت کرنا فرض ہے۔ دیکھو! اِس وقت تک ہم سب بھائی ہیں۔ ایک ہی دین اور ایک ہی طریقہ پر قائم ہیں۔ جب تک تلواریں نیام سے نہیں نکلتیں، تم ہماری نصیحت اور خیر خواہی کے ہر طرح حقدار

ہو۔ لیکن تلوار کے درمیان میں آتے ہی باہمی حرمتیں ٹوٹ جائیں گی ہم اور تم الگ الگ دو گروہ ہو جائیں گے۔ دیکھو! اللہ نے ہمارا اور تمہارا اپنے نبیؐ کی اولاد کے بارے میں امتحان لینا چاہا ہے۔ ہم تمہیں اہلِ بیت کی نُصرت کی طرف بُلاتے ہیں اور سرکش عبیداللہ ابنِ زیاد کی مخالفت پہ دعوت دیتے ہیں۔ یقین کرو اِن حاکموں سے کبھی تمہیں کوئی بھلائی حاصل نہ ہو گی۔ یہ تمہاری آنکھیں پھوڑیں گے۔ تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے۔ تمہارے چہرے بگاڑیں گے۔ تمہیں درختوں کے تنوں پر پھانسی دیں گے اور نیک انسانوں کو چُن چُن کر قتل کریں گے۔ بلکہ اگر تم دیکھو تو وہ یہ سب کچھ کر بھی چکے ہیں۔ ابنِ حجر بن عدی اور ہانی بن عروہ وغیرہ کے واقعات ابھی اتنے پُرانے نہیں ہوئے کہ تمہیں یاد نہ رہے ہوں۔"

کوفیوں نے یہ تقریر سُنی تو زہیرؓ بن القین کو بُرا بھلا کہنے
لگے اور ابنِ زیاد کی تعریف و توصیف بیان کرنے لگے
اور کہا۔ "بخدا ہم اس وقت تک نہیں ٹلیں گے
جب تک حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کو قتل نہ کرلیں
یا انہیں اپنے امیر کے روبرو حاضر نہ کردیں۔!"
زہیرؓ بن القین نے جواب دیا:
"خیر اگر فاطمہؑ کا بیٹا سمیہ کے چھوکرے (ابنِ زیاد) سے
کہیں زیادہ تمہاری حمایت و نُصرت کا مستحق نہیں، تو
کم از کم اولادِ رسولؐ کا اتنا پاس تو کرو کہ اسے قتل نہ کرو
اسے اور اس کے چچا زاد یزید بن معاویہ کو ان کے حال
پر چھوڑ دو تاکہ وہ آپس کا معاملہ خود طے کرلیں۔ واللہ یزید
کو خوش کرنے کے لیے میرے خیال میں یہ ضروری نہیں کہ
تم ابنِ رسول اللہ کا خون بہاؤ لیکن شمر نے ان پر تیر پھینکا

اور وہ واپس آ گئے۔

اسی اثنا میں ایک حیرت انگیز واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ ایک انسان جو اب تک آگ سے کھیل رہا تھا، جو اب تک دوزخ کے دہانے پر کھڑا تھا، یکایک اسکی قسمت کا ستارہ جاگ اُٹھا۔ اس کی رُوح کی سعادتیں بیدار ہو گئیں۔ اور وہ آگ کی دیوار پھلانگ کر گلشنِ فردوس کے آغوش میں پہنچ گیا۔ یہ شخص حُرؓ بن یزید تھا۔ وہی حُرؓ جو آپ کو گھیر کر کربلا تک لایا تھا۔

عدی بن حُرملہ سے روایت ہے کہ ابنِ سعد نے جب فوج کو حرکت دی تو حُرؓ بن یزید نے کہا "خدا آپکو سنوارے، کیا آپ اس شخص سے واقعی لڑائی کریں گے"۔ ابن سعد نے جواب دیا۔ "ہاں! واللہ لڑائی۔ جس میں کم از کم

یہ ہوگا کہ سر کٹیں گے اور ہاتھ شانوں سے اُڑ جائیں گے"

کہا۔ کیا ان شرطوں میں سے کوئی ایک بھی قابلِ قبول نہیں جو پیش کی گئی ہیں؟" ابنِ سعد نے کہا۔ "بخدا اگر مجھے اختیار ہوتا تو میں ضرور منظور کر لیتا۔ مگر کیا کروں، تمہارا حاکم اسے منظور نہیں کرتا!" (ابنِ جریر)

قرۃ بن قیس کا بیان ہے کہ اس کے بعد حرؓ غمگین سا ہو گیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا ہے اور اِسی حالت میں اُس نے امام حسین علیہ السلام کی طرف آہستہ آہستہ بڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے قبیلے کے ایک شخص مہاجر بن اوس نے جب اُس کی یہ حالت دیکھی تو پوچھا۔ کیا تم حسینؓ پر حملہ کرنے جا رہے ہو؟ حرؓ خاموش رہا۔ اس کی اس پُر اسرار خاموشی پر مہاجر کو شک ہو گیا۔ کہنے لگا تمہاری خاموشی مشتبہ ہے۔ میں نے کسی بھی جنگ

ہیں تمہاری یہ حالت کبھی نہیں دیکھی اگر کوئی مجھ سے پُوچھے کہ کوفہ کا سب سے بڑا بہادر کون ہے تو تمہارے نام کے سوا کوئی نام میری زبان پر نہیں آسکتا۔ پھر تم اِس وقت کیا کر رہے ہو؟۔

حُرؓ نے سنجیدگی سے جواب دیا:

"بخدا! میں جنّت یا دوزخ میں سے ایک کا انتخاب کر رہا ہوں اور اللہ کی قسم! مَیں نے اپنے لیے جنّت کا انتخاب کر لیا ہے اگرچہ مجھے اِس کے عوض ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جاتے!"۔ یہ کہا اور گھوڑے کو ایڑ لگا کر لشکرِ حسینؓ میں پہنچ گیا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں پہنچ کر اس نے عرض کی "ابنِ رسول اللہؐ! میں ہی وہ بدبخت انسان ہوں جس نے آپ کو واپس جانے

سے روکا۔ راستہ بھر آپ کا پیچھا کیا اور اس جگہ اُترنے پر مجبور کیا۔ خُدا کی قسم! میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ یہ لوگ آپ کی شرائط کو تسلیم نہیں کریں گے۔ اور آپ کے معاملے میں اس حد تک پہنچ جائیں گے۔ واللہ اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ وہ آپ سے یہ برتاؤ کریں گے تو میں اس حرکت کا کبھی ارتکاب نہ کرتا۔ میں اپنے جرم پر نادم ہوں توبہ کے لیے حاضر ہوا ہوں۔ آپ کے قدموں میں قتل ہونا چاہتا ہوں۔ کیا آپ کے خیال میں میری یہ توبہ اس جرم کی تلافی کے لیے کافی ہوگی؟۔

آپؑ نے شفقت سے فرمایا ہاں! اللہ تیری توبہ قبول کرے۔ تجھے معاف کرے اور بخش دے! تیرا نام کیا ہے؟

اُس نے کہا۔ "حر بن یزید!

آپ نے فرمایا۔ "توحُرّ (آزاد) ہی ہے ۔ جیسا تیری ماں نے تیرا نام رکھ دیا ہے تُو دنیا اور آخرت میں اِنشاءاللہ "حُرّ" ہی ہے"۔

پھر حُرّؓ دشمن کی صفوں کے سامنے پہنچا اور ان سے خطاب کیا۔ "اے لوگو! حسینؓ کی پیش کی ہوئی شرطوں میں سے کوئی شرط منظور کیوں نہیں کر لیتے ؟ تاکہ اللہ تمہیں اِس امتحان سے بچالے"۔

لوگوں نے جواب دیا۔ "ہمارے سردار عمر بن سعد موجود ہیں ۔ یہ جواب دیں گے"۔

ابنِ سعد نے کہا ۔ "مجھے افسوس ہے کہ میں اپنی دلی خواہش کے باوجود ان شرطوں کو منظور نہیں کرتا۔ کیونکہ میرے سردار ابنِ زیاد کو یہ منظور نہیں!"

اس کے بعد حُرّؓ نے اہلِ کوفہ کو اُن کے عہد و پیمان یاد

دلائے۔ ان کی بدعہدی پر ان کو شرم اور غیرت دلائی۔
آپ نے نہایت پُر جوش تقریر کرتے ہوئے اہلِ کوفہ
سے کہا:

" اے اہلِ کوفہ! تم ہلاک اور برباد ہو جاؤ۔ کیا تم نے
ان کو اس لیے بُلایا تھا کہ وہ آجائیں اور تم انکو قتل کردو؟
تم نے انہیں کہا تھا کہ ہم اپنی جان و مال آپ پر قربان
کریں گے اور اب تم ہی ان کے قتل کے درپے ہو۔
ان کو اب اِس چیز کی اجازت بھی نہیں دیتے کہ خدا کی
طویل و عریض زمین میں کہیں چلے جائیں جہاں انکو
اور ان کے اہلِ بیت کو امن مل سکے۔ ان کو تم نے
قیدیوں کی شکل بنالیا ہے۔ دریائے فرات کا بہنے
والا پانی، جسے یہودی، نصرانی، مجوسی سب پیتے ہیں
جس میں اس علاقے کے خنزیر لوٹتے ہیں، تم نے

ان پر بند کر دیا ہے۔ حسینؓ اور ان کے اہلِ بیت پیاس سے بے حال ہو رہے ہیں۔ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان سے انکی اولاد کے بارے میں نہایت شرمناک سلوک کیا ہے۔ اب بھی وقت ہے توبہ کرو اور اور اگر تم توبہ نہ کرو اور اپنی حرکت سے باز نہ آؤ تو اللہ تعالیٰ تم کو روزِ قیامت پیاسا رکھے"! (ابنِ اثیر)

کوفیوں نے ان کی اس تقریر پر ان پر تیر پھینکے اور وہ واپس آپ کے لشکر میں آ گئے۔

اس کے بعد عمر بن سعد نے اپنی کمان سنبھالی اور اعلانِ جنگ کرتے ہوئے حسینی لشکر پر یہ کہہ کر تیر پھینکا "لوگو! گواہ رہنا! سب سے پہلا تیر میں نے چلایا ہے" اور پھر تیر اندازی شروع ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد زیاد بن اُمیہ اور عبیداللہ بن زیاد کے غُلام یسار اور

سالم میدان میں نکلے اور قدیم جنگی دستور کے مطابق
مبارزت طلب کی۔ آپ نے عبداللہؓ بن عمیر الکلبی کو
مقابلہ میں بھیجا جنہوں نے ان دونوں کو قتل کر ڈالا۔
پھر ابنِ سعد نے میمنہ کو پیش قدمی کا حکم دیا۔ انہوں
نے گھوڑے بڑھائے تو امام حسین علیہ السلام کے ساتھی
نیزے سیدھے کر کے گھٹنے ٹیک کر کھڑے ہو گئے۔
نیزوں کے منہ پر گھوڑے آگے نہ بڑھ سکے اور واپس
لوٹنے لگے۔ آپ کی فوج نے اِس موقعہ سے فائدہ اٹھایا
اور تیروں سے کئی آدمی قتل اور زخمی کر ڈالے۔ فریقین سے
پھر ایک ایک دو دو آدمی نکلے اور تلوار کے جوہر
دکھاتے رہے۔ لیکن اس جنگ میں آپؑ کا پلّہ بھاری
رہا۔ یہ دیکھ کر میمنہ کا سردار عمرو بن الحجاج پکار اُٹھا:
"پہلے جان لو، کہ تم کن سے لڑ رہے ہو۔ یہ لوگ جان پر

کھیلے ہوئے ہیں۔ تم اس طرح ایک ایک قتل ہوتے جاؤ گے۔ ایسا نہ کرو۔ یہ مٹھی بھر لوگ ہیں جنہیں تم پتھروں سے بھی مار سکتے ہو۔ بڑھو اور یکبارگی حملہ کر دو"! چنانچہ گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی۔ کُشت وخون کا بازار گرم ہو گیا۔ لڑائی ذرا رُکی تو حسینی فوج کا نامور بہادر مسلم بن عوسجہؓ خاک وخون میں پڑا نظر آیا۔ امام عالی مقامؓ دوڑ کر ان کی لاش پہ پہنچے۔ دیکھا ابھی سانس باقی تھی۔ آہِ سرد بھر کر کہا۔ "مسلم! تجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو تو نے حقِ رفاقت ادا کر دیا"۔ اور یہ آپؓ کی جانب سے پہلے شہید تھے۔ (ابن جریر)

میمنہ کے بعد میسرہ نے بھی یورش کی جس کا سالار خود شمر تھا۔ مجاہدین نے سخت مقابلہ کیا۔ شمر نے اپنی سپاہ میں کمزوری محسوس کی اور کمک طلب کی۔ جس پہ پانچ

سو تیر انداز آگے بڑھے اور تیروں کی بارش کر دی جس سے حسینی فوج کے گھوڑے بیکار ہو گئے اور وہ پیدل ہو کر لڑنے لگے۔ حُرؓ بن یزید کا گھوڑا بھی تیروں سے چھلنی ہو گیا تو زمین پر کود پڑے۔ تلوار ہاتھ میں تھی۔ بالکل شیر معلوم ہوتے تھے۔ تلوار ہر طرف بجلی کی طرح تڑپتی نظر آتی تھی اور یہ رجز زبان پر تھے :

"اگر تم نے میرا گھوڑا بیکار کر دیا تو کیا ہوا۔ میں ایک شریف باپ کا بیٹا ہوں اور خوفناک شیر سے بھی زیادہ بہادر ہوں!"

لڑائی اپنی پوری ہولناکی اور شدت سے جاری تھی۔ دوپہر کا وقت ہو چکا تھا۔ مگر کوئی فوج غلبہ حاصل نہ کر سکی۔ ابن سعد نے حکم دیا کہ حسینی خیموں میں آگ لگا دو۔ اس پہ اس کے سپاہی آگ لے کر دوڑے "حسینی فوج نے یہ دیکھا تو مضطرب ہو اُٹھے۔ مگر حضرت امام علیہ السلام

نے فرمایا۔" کچھ پروا نہ کرو، جلانے دو۔ یہ ہمارے لیے اور بھی زیادہ بہتر ہے۔ اب وہ پیچھے سے حملہ نہیں کر سکیں گے۔ اور ہُوا بھی یہی۔ اسی دوران نمازِ ظہر کا وقت آگیا۔ آپ نے فرمایا دُشمنوں سے کہو ہمیں نماز کی مہلت دیں۔ مگر دشمن نے اسے منظور نہ کیا اور جنگ جاری رکھی۔ حسینی مجاہدوں کی قوت مدافعت کمزور ہوتی جارہی تھی۔ تمام جری اصحاب زہیرؓ بن القین، عبداللہؓ بن عمیر الکلبی، ابو ثمامہؓ، عمروؓ بن عبداللہ صامدی، حبیبؓ بن مظاہر، حنظلہؓ ابن اسعد اور حُرؓ بن یزید ایک ایک کرکے دادِ شجاعت دیتے ہُوئے شہید ہو گئے۔

اللہ کی لاکھوں رحمتیں ہوں اُن وفا شعار شہیدانِ عشق پر جنہوں نے میدانِ کربلا میں حقِ رفاقت ادا کرکے دکھا دیا:

اب میدانِ جنگ میں کوفی فوجوں کے سامنے صرف بنی ہاشم اور خاندانِ نبوّت ہی رہ گیا تھا۔ چنانچہ ان میں سے سب سے پہلے حضرت امام عالی مقام کے صاحبزادہؓ اکبر علی بن الحسینؓ میدان میں آئے۔ ان کے ہونٹوں پر یہ رجز تھا:

"میں ہوں علی بن الحسین بن علی بن ابی طالبؓ! قسم ہے ربّ کعبہ کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے قُرب کے ہم ہی زیادہ حق دار ہیں۔ اللہ کی قسم! نا معلوم باپ کے لڑکے کا بیٹا ہم پر حکومت نہ کر سکے گا!"

آپ بڑی شجاعت سے تلوار کے جوہر دکھاتے رہے لیکن آخر منقذ العبدی کی تلوار سے شہید ہو گئے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے دیکھا ایک نہایت ہی حسین و جمیل عورت، جیسے اُٹھتا ہوا سورج، خیمے سے تیزی

سے نکلی۔ وہ چلا رہی تھی۔ "آہ میرے بھائی! آہ میرے بھتیجے"! میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا زینبؓ بنتِ فاطمہؓ بنتِ رسولؐ اللہ! حضرت امام حسینؓ نے آگے بڑھ کر ان کا ہاتھ تھام لیا اور خیمے میں پہنچا آئے۔ پھر بیٹے کی نعش کو اٹھایا اور خیمہ کے سامنے لا کر ڈال دیا۔ آلِ رسولؐ کا یہ پہلا شہید جب خون میں نہایا ہوا خیمہ گاہ میں پہنچا تو دلخراش نالوں سے زمین و آسمان ہل گئے۔ "تو نیز بر سرِ بام آکہ خوش تماشا ہست" ان کے بعد اہلِ بیت اور بنی ہاشم کے دوسرے جانفروش میدانِ جنگ میں بڑھتے رہے اور قتل ہوتے رہے۔ اسی دوران دیکھنے والوں کی نگاہوں نے دیکھا کہ میدانِ جنگ میں ایک جوانِ رعنا نمودار ہوا۔ نہ زرہ ہے نہ خود۔ کرتہ پہنے۔ تہ بند باندھے۔ جوتے کی ایک ڈوری ٹوٹی ہوئی

وہ آیا تو یوں معلوم ہوا، جیسے چاند کا ٹکڑا زمین پر آ گیا ہو۔ شیر کی طرح بپھرتا ہُوا۔ اور دشمن پر ٹوٹ پڑا کہ اسی اثنا میں عمرو بن سعد ازدی کی تلوار اس کے سر پر پڑی۔ چلّایا۔ ہائے چچا! اور زمین پر گر پڑا۔ آواز سنتے ہی حضرت امامؑ بھوکے شیر کی طرح لپکے۔ قاتل پر بے پناہ تلوار کا وار کیا اور اس کا ہاتھ کہنی سے کٹ کر اُڑ گیا۔ اس کی پکار پر اس کے ساتھی مدد کو بڑھے۔ لیکن وہ بدبخت انہی کے گھوڑوں کی ٹاپوں میں روندا گیا۔ غبار چھٹا تو دیکھا حضرت امامؑ اُس جوان کے سرہانے کھڑے ہیں جو ایڑیاں رگڑ رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے۔ "ہلاکت ہو انکے لیے جنہوں نے تجھے قتل کیا۔ قیامت کے دن یہ تیرے نانا کو کیا جواب دیں گے؟ بخدا! تیرے چچا کے لیے یہ کتنا حسرت کا مقام ہے کہ تُو اسے پکارے اور وہ

جواب نہ دے یا جواب دے، مگر اس کی آواز تجھے کوئی نفع نہ پہنچا سکے! افسوس تیرے چچا کے دشمن بہت ہو گئے مگر دوست باقی نہ رہے۔"

پھر اُس نوجوان کی نعش کو گود میں یوں اٹھایا کہ اس کا سینہ تو آپ کے سینہ سے ملا ہوا تھا اور پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے تھے۔ اس حال میں آپ اسے لائے اور علی اکبرؓ کی نعش کے پہلو میں لٹا دیا۔

راوی کہتا ہے، مَیں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے؟ جواب ملا۔ قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالبؓ"!

(ابنِ اثیر)

حسینؓ تنہا رہ گئے!

تنہاست حسین ابنِ علی در صفِ اعدا،
اکبر تو کجا رفتی و عباس کجائی؟

اب میدانِ وغا میں حسینؑ تنہا کھڑے تھے۔ دشمن یلغار
کر کے آتے تھے لیکن سبطِ پیمبرؐ پر وار کرنے کی ہمت
نہ پڑتی تھی۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ اس کا گناہ دوسرے
کے سر ڈال دے۔ لیکن شمر ذی الجوشن نے لوگوں کو برانگیختہ
کرنا شروع کیا۔ چنانچہ ہر طرف سے آپ کو گھیر لیا گیا۔
اہلبیت کے خیمہ میں عورتیں اور چند نو عمر بچے رہ گئے تھے۔
اندر سے ایک لڑکے نے آپ کو اِس طرح گھرا دیکھا تو
جوش سے بے خود ہو گیا اور خیمہ کی لکڑی لے کر دوڑ
پڑا۔ راوی کہتا ہے اس کے کانوں میں دُر پڑے ہل رہے
تھے۔ یہ گھبرایا ہوا دائیں بائیں دیکھتا ہوا چلا کہ حضرت
زینبؓ کی نظر پڑ گئی۔ دوڑ کر پکڑ لیا۔ عالی مقام حسین
علیہ السلام نے بھی دیکھ لیا اور بہن سے کہا۔ "اسے
روکے رہو، آنے نہ پائے۔ مگر لڑکے نے زور کر کے

اپنے آپ کو چھڑا لیا۔ اور آپ کے پہلو میں پہنچ گیا۔ عین اس وقت بحرین بن کعب نے تلوار اٹھائی۔ لڑکے نے فوراً ڈانٹ پلائی:

"او خبیث: میرے چچا کو قتل کرے گا؟"

سنگدل حملہ آور نے تلوار لڑکے پر چھوڑ دی۔ اس نے ہاتھ پر روکی۔ ہاتھ کٹ گیا۔

ذرا سی کھال لگی رہ گئی۔ بچہ تکلیف سے چلایا۔

حضرت امام حسینؓ نے اسے سینے سے چمٹا لیا۔ اور فرمایا "صبر کر اور اسے ثوابِ خداوندی کا ذریعہ بنا۔ اللہ تعالیٰ تجھے بھی تیرے صالح بزرگوں تک پہنچا دے گا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، علی بن ابی طالبؓ، حمزہؓ، جعفرؓ اور حسن بن علیؓ تک"!

اب ہر طرف سے آپ پر نرغہ شروع ہوا۔ آپ نے

بھی تلوار چلانا شروع کی۔ پیدل فوج پر ٹوٹ پڑے اور تنِ تنہا اس کے قدم اکھاڑ دیئے۔ عبداللہ بن عمار جو اس جنگ میں شریک تھا، روایت کرتا ہے کہ میں نے نیزے سے حضرت حسینؓ پر حملہ کیا اور ان کے قریب پہنچ گیا۔ اگر میں چاہتا تو انہیں قتل کر سکتا تھا مگر یہ خیال کر کے ہٹ گیا کہ یہ گناہ اپنے سر کیوں لوں! میں نے دیکھا کہ دائیں بائیں ہر طرف سے حملے ہو رہے تھے لیکن وہ جس طرف مُڑ جاتے تھے، دشمن کائی کی طرح پھٹ جاتا تھا۔ وہ اس وقت کرتہ پہنے اور عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ واللہ! میں نے کبھی کسی شکستہ دل کو جس کا گھرانہ خود اس کی آنکھوں کے سامنے یوں قتل ہو گیا ہو، ایسا شجاع ثابت قدم، مطمئن اور جری نہیں دیکھا۔ حالت یہ تھی کہ دائیں بائیں سے دشمن اِس طرح بھاگ کھڑے ہوتے

جس طرح شیر کو دیکھ کر بکریاں بھاگ جاتی ہیں۔ دیر تک یہی حالت رہی۔ اس اثنا میں آپ کی بہن حضرت زینب بنتِ فاطمہ رضی اللہ عنہا خیمہ سے باہر نکلیں۔ ان کے کانوں میں بالیاں پڑی تھیں۔ وہ چلّا رہی تھیں" ۔ کاش آسمان زمین پر ٹوٹ پڑے"۔ یہ وہ موقع تھا۔ جبکہ عمر بن سعد حضرت امام حسین علیہ السلام کے بالکل قریب پہنچ چکا تھا۔ زینبؓ نے بلند آواز سے پکار کر کہا۔ اے عمر! کیا ابوعبداللہ تمہاری آنکھوں کے سامنے قتل ہو جائیں گے؟ عمر نے اس طرف سے مُنہ پھیر لیا۔ (ابن جریر)

جنگ شدت سے جاری تھی کہ اس دوران آپ کو بُہت پیاس لگی۔ آپ پانی پینے فرات کی طرف بڑھے مگر دشمن کو یہ کب گوارا تھا۔ اچانک سنسناتا ہوا ایک تیر آیا اور آپ کے حلق میں پیوست ہو گیا۔ آپ نے

تیر کھینچ لیا۔ پھر اپنے ہاتھ منہ کی طرف اٹھائے تو دونوں چلّو خون سے بھر گئے۔ آپ نے وہ خون آسمان کی طرف اُچھال دیا اور فرمایا۔ اللہ! تیرا شکر ہے، الٰہی میرا شکوہ تو تجھی سے ہے۔ دیکھ تیرے رسولؐ کے نواسے سے کیا برتاؤ ہو رہا ہے!"

پھر آپؑ اپنے خیمہ کی طرف لوٹنے لگے تو شمر اور اس کے ساتھی درمیان میں حائل ہو گئے امام عالی مقامؓ نے محسوس کیا کہ ان کی نیت خراب ہے اور خیمہ لوٹنا چاہتے ہیں۔ فرمایا۔" اگر تم میں دین نہیں اور تم روزِ آخرت سے ڈرتے نہیں تو کم از کم دنیاوی شرافت پر تو قائم رہو۔ میرے اہلبیت کے خیمے کو اپنے جاہلوں اور اوباشوں سے محفوظ رکھو۔ شمر نے جواب دیا: اچھا ایسا ہی کیا جائے گا اور آپ کا خیمہ محفوظ رہے گا۔ (ابن جریر)

اب بہت دیر ہو چکی تھی - راوی کہتا ہے کہ دشمن اگر چاہتا تو آپ کو بہت پہلے شہید کر ڈالتا- مگر ہر کوئی اِس گناہ کو اپنے سر لینے سے ہچکچا رہا تھا- آخر شمر ذی الجوشن نے کہا: تمہارا بُرا ہو، کیا انتظار کر رہے ہو؟ کیوں کام تمام نہیں کر چکتے؟ چنانچہ ہر طرف سے زرغہ میں ایک شدت پیدا ہو گئی- آپ نے پکار کر کہا:

"تمہارا بُرا ہو- میرے قتل پر ایک دوسرے کو اُبھارتے ہو! واللہ میرے بعد کسی بندے کے قتل پر بھی خدا اتنا ناخوش نہیں ہو گا، جتنا کہ میرے قتل پر- واللہ! وہ میرا بدلہ تم سے اِس طرح لے گا جس کا تمہیں تصوّر بھی نہ ہو گا- یاد رکھو مجھے قتل کرنے کے بعد خود تمہارے درمیان کبھی اتفاق نہ ہو سکے گا-"

مگر اب وقت آ چکا تھا - زرعہ بن شریک تمیمی نے آپ

کے ہاتھ کو زخمی کر دیا اور شانۂ اقدس پہ تلوار ماری۔ آپ کمزوری سے لڑکھڑائے۔ لوگ ہیبت سے پیچھے ہٹ گئے مگر سنان ابنِ انس نے بڑھ کر نیزہ مارا اور آپ زمین پہ گر پڑے۔ شمر نے خولی بن یزید سے کہا کہ ان کا سر کاٹ لو۔ وہ آگے بڑھا لیکن جرأت نہ ہو سکی۔ ہاتھ کانپ گئے۔ بدبخت سنان بن انس نے دانت پیس کر کہا: خدا تیرے ہاتھ شل کرے، دیکھتا کیا ہے؟ اور پھر خود جوش سے گھوڑے سے اُترا۔ آپ کو ذبح کیا اور سر تن سے جُدا کر کے دیوانوں کی طرح رقص کرنے لگا اور چلّانے لگا "مجھے سونے اور چاندی سے لاد دو۔ میں نے بڑا بادشاہ مارا ہے۔ میں نے اُسے قتل کیا ہے جس کے ماں باپ سب سے افضل ہیں اور اپنے نسب میں سب سے برتر ہے۔" (ابنِ جریر)

دنیا کی دوستی اور دشمنی موت کے دروازے پہ پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن اولادِ رسولؐ کے ساتھ یہ کیسی دشمنی تھی جو قتل کے بعد بھی ختم نہ ہو سکی۔

ظالموں نے شہزادۂ کونینؑ کے زخموں سے چھدے ہوئے جسمِ اقدس سے لباس تک نوچ لیا۔ اسحاق بن حیوہ حضرمی نے کرتہ اتار لیا۔ بجر بن کعب پاجامہ اتارنے میں مصروف ہو گیا۔ اخنس بن مرثد عمامہ لے دوڑا تو مالک بن بشیر نے ٹوپی اٹھالی۔ بنی دارم کے ایک شخص کے حصّے میں تلوار آئی۔ جبکہ قیس بن اشعث آپ کی بُردِ یمانی پہ قابض ہو گیا۔

وہ جسمِ اطہر جسے آج تک فرشتوں نے بھی بے حجاب دیکھنے کی جسارت نہ کی، برہنہ کر دیا گیا۔ اور پھر اسے گھوڑوں کی ٹاپوں سے روند ڈالا۔ اِس دلدوز

منظر کو دیکھ کر زمین و آسمان کانپ اُٹھے۔ جنّ و ملک اور شجر و حجر انسان کی اِس محسن کُشی پر سر پیٹ کر رہ گئے۔ چشمِ عبرت نے دیکھا کہ سنان بن انس کی سنان پر آج وہ سر اُچھالا جا رہا تھا جو کبھی رسُول اللہ کی گود کی زینت بنا کرتا تھا۔

اب سفّاک انسانوں کا رُخ اہلِ بیت کے خیموں کی جانب تھا جہاں بیمار سجّادؑ پڑا کراہ رہا تھا۔ ادھ جلے خیمے ابھی تک دھواں چھوڑ رہے تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر خیموں میں لُوٹ مچا دی۔ حُرمتِ رسولؐ کی دھجیاں بکھیر ڈالیں۔ نبیؐ کی بیٹیوں کے سروں سے ردائیں اور کانوں سے بالیاں نوچ لیں۔ فاطمہؓ کی پردہ نشین بیٹیوں کے سر پر اب نہ کوئی سائبان تھا نہ چادر۔ جلتے ہوئے خیموں سے اُٹھنے والا دھواں عفیف شہزادیوں اور

سہمے ہوئے معصوم بچوں کی آہ و بکا کو لے کر جب
آسمان کی طرف اُٹھا تو فضا تاریک ہو گئی۔ سورج نے
اپنی تمازت روک لی۔ دھوپ کی سفیدی میں خونِ
شہیداں کی سُرخی شامل ہو گئی۔ اہلبیت پر یہ وقت کس قدر
سنگین تھا۔ زہرائے ثانی زینبؓ بنتِ فاطمہؓ سے پوچھو
جو خاندانِ رسالت کی بقیۃُ السّیف پونجی کی امین ہیں۔
کہیں فاطمہؓ بنتِ حسینؓ کو دشمنوں کی نظروں سے چھپاتی
پھرتی ہیں تو کبھی سکینہؓ بنتِ حسینؓ کی فریاد پر تڑپتی
اور لپکتی نظر آتی ہیں۔ معصوم عمرؓو بن الحسنؓ سہم کر پھوپھی
کی ٹانگوں سے لپٹا ہوا ہے۔ زینب صغرا یعنی اُمّ کلثومؓ
اور رقیہ بنتِ علیؓ غم سے نڈھال تصویرِ حسرت و یاس
بنی ایک طرف کھڑی ہیں۔ انہیں بیمار سجادؓ کی فکر
دامنگیر ہے جس پر سفّاک انسان دانت پیس رہے ہیں۔

یہی تو ایک نشانی ہے جس سے حسینؓ کی شاخ چلے گی۔ انہیں ڈر ہے کہیں یہ سہارا بھی نہ چھِن جائے۔ نیم سوختہ خیمہ سے باہر گنجِ شہیداں ہے جہاں خاندانِ بنو ہاشم اور خاندانِ رسالت کے تمام قتیلِ وفا خون میں نہا کر سوئے پڑے ہیں اور اندر بے مہر اور گستاخ نگاہیں اور بے مروّت ہاتھ عفّت مآب مسافر اہلبیت کے اثاثے لوٹ رہے ہیں اور گھور رہے ہیں۔ چشمِ فلک نے آج تک ایسا نظارہ کب دیکھا ہوگا؟ اِس خونی منظر کو دیکھتے دیکھتے سورج کی آنکھیں سرخ ہوگئیں۔ وہ روتے روتے تھک گیا تھا اور جلد از جلد مغرب کے آغوش میں چُھپ جانا چاہتا تھا۔ دس محرم کی رات برہنہ لاشوں پر پردہ ڈالنے کے لیے تاریکی کی چادر لیے دوڑی چلی آرہی تھی۔ آج وہ سیاہ ماتمی لباس پہن کر کربلا کے اِن مظلوم مسافروں کے

ساتھ شامِ غریباں منائے گی۔ دشتِ کربلا کی یہ شام
کتنی اداس تھی!

خولی بن یزید اور حمید بن مسلم حضرت امام عالی مقام رض کا سر لے
کر ابنِ زیاد کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت زینب رض مقتل میں!

دوسرے دن عمرو بن سعد نے میدانِ جنگ سے کوچ کیا اور
اہلِ بیت کی خواتین اور بچوں کو ساتھ لے کر کوفہ روانہ
ہوا۔ قرۃ بن قیس جو عینی شاہد ہے روایت کرتا ہے
کہ ان عورتوں نے جب حضرت حسین رض اور ان کے لڑکوں
اور عزیزوں کی لاشیں پامال ہوئی دیکھیں تو ضبط نہ کر سکیں
اور آہ و فغاں اور نوحہ و فریاد کی صدائیں بلند ہو گئیں۔ میں
گھوڑا دوڑا کر ان کے قریب پہنچا۔ میں نے کبھی اتنی حسین

عورتیں نہ دیکھیں تھیں ۔ مجھے زینبؓ بنتِ فاطمہؓ کا یہ بَین کسی طرح بھی نہیں بھولتا :

"اے محمد ! (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) تجھ پر آسمان کے فرشتوں کا درود اور سلام ۔ یہ دیکھ تیرا حسینؓ ! تیری گود میں سونے والا حسینؓ ۔ تیرے کندھوں پر سواری کرنے والا حسینؓ ۔ تیرے سینے پر لیٹنے والا حسینؓ ریگستان میں پڑا ہے ۔ خاک و خون سے آلودہ ہے ۔ بے گور و کفن ہے تمام بدن ٹکڑے ٹکڑے ہے ۔ تیری بیٹیاں قید ہیں ۔ تیری اولاد مقتول ہے اور ہوا ان پر خاک ڈال رہی ہے !"

راوی کہتا ہے کہ دوست دشمن کوئی نہ تھا جو اُن کے بَین سے رونے نہ لگا ہو ۔ (ابن جریر)

پھر سب مقتولین کے سر کاٹے گئے جو کل بہتر تھے ۔ شمر ذی الجوشن، ابن الاشعث، عمرو بن الحجاج

عمرو بن قیس وغیرہ یہ تمام سر لے کر ابنِ زیاد کے پاس پہنچے
حمید بن مسلم، جو خولی بن یزید کے ساتھ حضرت امام رضؓ عالی
مقام کا سر لے کر ابنِ زیاد کے پاس آیا تھا، روایت کرتا
ہے کہ حسینؓ کا سر ابنِ زیاد کے سامنے رکھا گیا تو اس وقت
مجلس حاضرین سے بھری ہوئی تھی۔ ابنِ زیاد کے ہاتھ
میں ایک چھڑی تھی جو آپ کے لبوں پر مارنے لگا۔ جب اس نے
بار بار یہی حرکت کی تو زید بن ارقمؓ (یا انس بن مالکؓ) چلا اٹھے:
"اے ابنِ زیاد! اِن لبوں سے چھڑی ہٹا لے۔ خدا کی
قسم میری ان آنکھوں نے دیکھا ہے کہ رسولؐ اللہ اپنے
ہونٹ اِن ہونٹوں پر رکھتے تھے اور ان کا بوسہ لیتے تھے"۔
یہ کہکر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ ابنِ زیاد خفا ہو کر بولا۔
"خدا تیری آنکھوں کو رُلائے، اگر تو بوڑھا ہو کر سٹھیا نہ گیا
ہوتا تو ابھی تیری گردن مار دیتا"۔ زید بن ارقمؓ یہ کہتے ہوئے

مجلس سے اُٹھ گئے :

"اے عرب! آج سے تم غلام ہو کہ تم نے ابنِ فاطمہؓ کو قتل کیا۔ ابنِ مرجانہ (ابنِ زیاد) کو اپنا حاکم تسلیم کیا۔ وہ تمہارے نیک انسان قتل کرتا اور تمہارے شریروں کو غلام بناتا ہے۔ تم نے ذِلّت پسند کرلی۔ خدا انہیں ہلاک کرے جو ذلّت کو پسند کرتے ہیں۔"

اسی طرح کا ایک واقعہ خود یزید کی طرف بھی منسوب ہے وہ اس طرح ہے کہ جب آپکا سرِ اقدس یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس وقت اس کے ہاتھ میں چھڑی تھی۔ وہ حضرت امام عالی مقام علیہ السّلام کے دانتوں پر چھڑی لگاتا تھا اور حصین بن ہمام کے یہ اشعار پڑھتا تھا :

ابی قومنا ان ینصفونا فانصفت	قواضب فی ایماننا تقطر الدّما
یفلقن ھاما من رجال اعزۃ	علینا وھم کانوا اعق واظلما

"یعنی ہماری قوم نے ہمارے ساتھ انصاف نہ کیا تو پھر ہماری خونچکاں تلواروں نے انصاف کیا جنہوں نے ایسے مردوں کے سر پھاڑ دیے جو ہم پر سخت تھے اور وہ تعلقات قطع کرنے والے ظالم تھے"!

ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہٗ مجلس میں موجود تھے۔ آپ نے یہ دیکھا تو فرمایا "اے یزید، تو اپنی چھڑی حسینؓ کے دانتوں پر لگاتا ہے اور خدا کی قسم! مَیں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ وہ اِن کو بوسہ دیا کرتے تھے اے یزید! قیامت کے روز تُو آئے گا تو تیری شفاعت ابنِ زیاد ہی کرے گا۔ جبکہ حسینؓ آئیں گے تو اُن کی شفاعت کے لیے خود محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہوں گے" یہ کہکر ابوبرزہؓ مجلس سے روتے ہوئے نکل گئے (ابنِ اثیر)

راوی کہتا ہے کہ جب اہلِ بیت کی خواتین اور بچوں کا

یہ مقدّس قافلہ ابنِ زیاد کے سامنے لایا گیا، تو حضرت زینب رضؓ نہایت ہی حقیر لباس پہنے ہوئے اس طرح بیٹھی تھیں کہ آپ کی کنیزوں نے آپ کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ ابنِ زیاد نے پوچھا "یہ کون بیٹھی ہیں؟ کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے دوبارہ سہ بارہ پُوچھا تو آپ کی ایک کنیز بولی: یہ رسُولؐ اللہ کی بیٹی فاطمہ رضؓ کی بیٹی زینبؓ ہیں"! عبید اللہ نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا :

"اس خدا کی ستائش ہے جس نے تم لوگوں کو رسوا اور ہلاک کیا اور تمہارے نام کو بٹّہ لگایا"

حضرت زینب کڑک کر بولیں "شکر ہے اللہ کا جس نے ہمیں محمد مُصطفےٰ صلّے اللہ علیہ وسلّم سے عزت بخشی اور پاک کیا۔ رسوا تو فاسق ہی ہوا کرتے ہیں اور فاجروں کے نام کو بٹّہ لگتا ہے"!

ابنِ زیاد نے کہا "تُو نے دیکھا خدا نے تیرے خاندان کے ساتھ کیسا سلوک کیا"؟

حضرت زینبؓ بولیں "ان کے مقدّر میں قتل کی موت لکھی تھی، اس لیے وہ مقتل میں پہنچ گئے۔ عنقریب خُدا تجھے اور انہیں ایک جگہ جمع کر دے گا اور تُم باہم اس کے حضور سوال و جواب کر لو گے"۔

اِس پر ابنِ زیاد غضبناک ہو اٹھا - اس کا غُصّہ دیکھ کر عمر بن حارث نے کہا "خُدا امیر کو سنوارے، یہ تو ایک عورت ہے، عورتوں کی بات کا خیال نہ کرنا چاہیئے!"

پھر کچھ دیر بعد ابنِ زیاد نے کہا "خدا نے تیرے سرکش سردار اور تیرے اہلِ بیت کے باغیوں کی طرف سے میرا دل ٹھنڈا کر دیا"!

اِس پر حضرت زینبؓ اپنے تئیں سنبھال نہ سکیں اور بے اختیار

رو پڑیں۔ انہوں نے کہا "واللہ! تو نے میرے سردار کو قتل کر ڈالا۔ میرا خاندان مٹا ڈالا۔ میری شاخیں کاٹ دیں۔ میری جڑ اکھاڑ دی۔ اگر اس سے تیرا دل ٹھنڈا ہو سکتا ہے، تو ہو جائے"!

اس کے بعد ابنِ زیاد حضرت امام زین العابدین علی رضؓ کی طرف متوجہ ہوا۔ ان کا نام پوچھا۔ تبلایا علیؓ نام ہے۔ اس نے کہا "خدا نے علی کو قتل نہیں کر ڈالا؟" آپ نے فرمایا "وہ میرے بڑے بھائی تھے جو میدان کربلا میں شہید ہوئے۔ ان کا نام بھی علیؒ تھا۔"

ابنِ زیاد نے ان کو بھی قتل کرنے کا قصد کیا۔ حضرت امام نے فرمایا "میرے بعد ان مستورات کا کون کفیل ہوگا؟ اے ابنِ زیاد! اگر تو اِن عورتوں سے ذرا بھی رشتہ سمجھتا ہے تو میرے بعد کسی نیک انسان کو اِن کے ساتھ بھیجنا جو

اسلامی معاشرت کے اصُول پر ان سے برتاؤ کرے"!

حضرت زینبؓ نے جب ابنِ زیاد کے تیور بدلے دیکھے تو امام زین العابدینؓ سے لپٹ گئیں اور کہنے لگیں "اے ابنِ زیاد! ابھی تک ہمارے خون سے تیری پیاس نہیں بجھی؟ مَیں تجھے اللہ کی قسم دیتی ہوں کہ اگر تو ان کو قتل کرنا چاہتا ہے تو مجھے بھی ان کے ساتھ قتل کر دے"!

ابنِ زیاد دیر تک حضرت زینبؓ کو دیکھتا رہا۔ پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "خون کا تعلق بھی کیسی عجیب چیز ہے۔ واللہ! مجھے یقین ہے کہ یہ سچے دل سے لڑکے کے ساتھ قتل ہونا چاہتی ہے! اچھا! چھوڑ دو اس لڑکے کو! یہ بھی اپنے خاندان کی عورتوں کے ساتھ جائے گا۔" (ابن جریر وغیرہ)

اِس واقعہ کے بعد ابنِ زیاد نے جامع مسجد میں شہر والوں کو جمع کیا اور خطبہ دیتے ہوئے کہا :

" میں اُس خدا کی تعریف کرتا ہوں جس نے حق ظاہر کیا۔ حق والوں کو فتحیاب کیا۔ امیر المومنین یزید بن معاویہ اور ان کی جماعت غالب ہوئی اور (معاذ اللہ معاذ اللہ) کذاب ابنِ کذاب حسینؓ بن علیؓ کو اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر ڈالا!"

یہ سُن کر حضرت عبداللہ بن عفیف ازدیؓ (جو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے مشہور صحابی ہیں اور جنگِ جمل و صفین میں زخمی ہو کر اپنی دونوں آنکھیں کھو چکے تھے) کھڑے ہو گئے اور چلّائے :

" اے ابنِ مرجانہ! اللہ کی قسم کذاب ابنِ کذاب تو تُو ہے نہ کہ حسینؓ ابنِ علیؓ"!

ابنِ زیاد نے یہ سُنا تو انہیں فوراً وہیں قتل کر ڈالا۔

اس کے بعد حسُینؓ کا سرِ اقدس ایک بانس پہ بلند کر کے کوفہ کے گلی کوچوں میں پھرایا گیا اور پھر اسی حالت میں زحر بن قیس کے ہاتھ یزید کے پاس دمشق روانہ کر دیا گیا۔ جبکہ اگلے دن اہلِ بیت کو بھی قیدیوں کی صورت دمشق روانہ کر دیا گیا۔ غاز بن ربیعہ کہتا ہے جس وقت زحر بن قیس پہنچا، مَیں یزید کی مجلس میں موجود تھا۔ یزید نے سوال کیا۔ "کیا خبر لائے ہو؟"

زحر بن قیس نے کہا۔ "مَیں امیر المؤمنین کے لیے فتح کی خوشخبری لایا ہوں۔ حسینؓ ابنِ علیؓ اپنے اہلِ بیت اور ساٹھ حمائتیوں کے ساتھ ہم تک پہنچے۔ ہم نے انہیں بڑھ کر روکا اور مطالبہ کیا کہ اپنے آپ کو ہمارے حوالہ کر دیں یا لڑیں۔ انہوں نے اطاعت پر لڑائی کو ترجیح دی۔ چنانچہ ہم نے

طلوعِ آفتاب کے ساتھ ہی ان پہ ہلّہ بول دیا۔ جب تلواریں ان کے سروں پر پڑنے لگیں تو وہ اس طرح گڑھوں اور جھاڑیوں میں چھُپنے لگے، جس طرح کبوتر باز سے بھاگتے اور چھُپتے ہیں! پھر ہم نے ان سب کا قلع قمع کر دیا۔ اِس وقت اُن کے لاشے برہنہ پڑے ہیں۔ ان کے کپڑے خون سے تر بہ تر ہیں۔ ان کے رخسار غُبار سے میلے ہو رہے ہیں۔ ان کے جسم دھوپ کی شدت اور ہوا کی تیزی سے خشک ہو رہے ہیں۔ گِدھوں اور چیلوں کی خوراک بن رہے ہیں"

اور پھر حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر یزید کے سامنے پیش کر دیا۔ اہلِ مجلس پہ ایک سناٹا طاری تھا۔ یزید بھی گُم سُم بیٹھا تھا۔ شاید مستقبل کے مُؤرّخ کے قلم کی خونفشانی نے اس پہ سکوت طاری کر دیا تھا۔

حضرت امام حسینؓ کے سر کے بعد جب اہلِ بیت کے قیدی دمشق پہنچے تو یزید نے شام کے سرداروں کو مجلس میں بلایا۔ اہلبیت کو بھی بٹھایا اور امام زین العابدینؓ سے مخاطب ہوا۔ "اے علیؓ! تمہارے باپ ہی نے میرا رشتہ کاٹا۔ میرا حق بھلایا۔ میری حکومت چھیننا چاہی۔ اِس پر خدا نے اس کے ساتھ جو کیا، تم دیکھ چکے ہو۔"

امام زین العابدینؓ نے جواب میں یہ آیت پڑھی!

مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۔ لِّكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝ الحدید ۲۳

یعنی "جو کوئی مصیبت تمہیں پہنچتی ہے زمین میں یا تمہاری جانوں پر، سو وہ کتابِ تقدیر میں لکھی ہوئی ہے زمین کے

پیدا کرنے سے قبل، اور یہ کام اللہ کے لیے آسان ہے۔ اس لیے بیان کیا گیا ہے کہ جو چیز تمہارے پاس سے جاتی رہے اس پر زیادہ غم نہ کرو اور جو چیز مل جائے اس پر زیادہ خوش نہ رہو۔ اللہ تعالیٰ فخر کرنے والے متکبر انسانوں کو پسند نہیں کرتا۔"

یزید کو یہ جواب ناگوار گزرا لیکن خاموش رہا۔ پھر اس نے اپنے اُمرائے سے پوچھا کہ ان لوگوں کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو۔ بعض نے بدسلوکی کا مشورہ دیا۔ مگر نعمان بن بشیر نے کہا۔ "اے امیر! ان کے ساتھ وہی سلوک کیجئے جو رسولؐ اللہ انہیں اِس حال میں دیکھ کر کرتے۔" چنانچہ یزید نے ان سب کو ایک علیحدہ مکان میں ٹھہرایا۔

ایک روایت میں ہے کہ جب اہلبیت کو یزید کے سامنے لایا گیا، اس وقت حضرت امام عالی مقام علیہ السلام

کا سرِ اقدس مجلس میں رکھا ہوا تھا۔ آپ کی دونوں صاحبزادیاں
فاطمہؓ اور سکینہؓ پنجوں کے بَل کھڑے ہو کر سر مبارک کو دیکھنے
کی کوشش کر رہی تھیں اور یزید ان کے سامنے کھڑا ہو کر چاہتا
تھا کہ وہ نہ دیکھیں۔ جب ان کی نظر اپنے والد ماجد کے
کٹے ہوئے سر پر پڑی تو بے اختیار ان کی چیخیں نکل گئیں۔
ان کی آہ و بکا سے ایک کہرام برپا ہو گیا۔ یزید کی عورتیں
بھی چلّا اٹھیں اور محل ایک ماتم کدہ بن گیا اور کہتے ہیں
کہ اہلِ بیت کی عورتیں جب محل کے زنانخانے میں پہنچیں
تو وہاں کوئی عورت ایسی نہ رہی جس نے آکر گریہ و ماتم نہ
کیا ہو۔

بعض روایات میں ہے کہ یزید کو اِس سانحہ پر تاسف
اور ملال ہوا تھا اور وہ اکثر مجلسوں میں اس کا اظہار بھی
کرتا رہا اور ابنِ زیاد پر لعنت بھیجتا رہا۔ مگر کیا یہ سب

کچھ اِس لیے نہیں تھا، کہ اِس اقدام سے یزید سارے عالمِ اسلام میں مبغوض ہوگیا تھا۔ اور اب وہ کہیں منہ دکھانے کے قابل نہ رہا تھا۔ اسے صاف نظر آرہا تھا خونِ حسینؓ وہ خون نہیں جس کی سرخی کی رنگت اس کے دامن سے آسانی سے چھوٹ جائیگی۔ خاندانِ رسالت کا خون اِس سفّاکی سے بہاکر وہ کس طرح اطمینان کا سانس لے سکتا تھا!

چند دن مہمان ٹھہرا کر نعمان بن بشیر کو حکم دیا کہ وہ اہلِ بیتِ اطہار کو مدینہ بھیجنے کے انتظامات کرے اور ان کے ساتھ اچھے آدمیوں کو روانہ کرے۔ چنانچہ اس نے اس کے لیے پوری احتیاط سے کام لیا۔

اہلبیتؓ کی مدینہ کو واپسیؓ

مدینہ منوّرہ میں اِس حادثۂ عظیمہ کی اطلاع پہلے ہی پہنچ چکی

تھی۔ اُجڑی ہوئی مانگوں اور لُٹی ہوئی گودیوں والی زہراؓ
کی بیٹیاں جب مدینہ پہنچیں تو ایک قیامت برپا ہوگئی۔
گھر گھر ماتم کدہ بن گیا۔ مدینہ کے در و دیوار حسرت و یاس میں
ڈوب گئے۔ بنو ہاشم کی عورتیں سر پیٹ کر گھروں سے باہر
نکل آئیں۔ ان کے نالوں سے مسجدِ نبویؐ کی دیواریں ہل گئیں۔
حضرت عقیل بن ابی طالبؓ کی بیٹی، جس کا سارا خاندان،
خاندانِ رسالت کے ساتھ میدانِ کربلا میں شہید ہو چکا تھا،
گھر سے نکلیں تو ان کے نوحوں سے دشت و جبل لرز اُٹھے۔
اجڑے ہوئے اس مقدس قافلے کی پیشوائی کے لیے وہ سب
سے آگے آگے چل رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں:
"کیا کہو گے جب نبیؐ تم سے سوال کریں گے کہ اے وہ،
جو سب سے آخری اُمّت ہو، تم نے میری اولاد اور
میرے خاندان سے میرے بعد کیا سلوک کیا؟ کہ ان

یں سے بعض قیدی بنائے گئے اور بعض خون میں نہلائے
پڑے ہیں!

کون سی آنکھ تھی جو اشکبار نہ تھی۔ کون سا دل تھا جو فگار نہ تھا۔ کون سا چہرہ تھا، جو سوگوار نہ تھا۔ عام مؤرخین بالخصوص ابن اثیر نے لکھا ہے کہ شہزادۂ کونین حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد دو تین مہینے تک فضا کی یہ کیفیت رہی کہ آفتاب تو طلوع ہوتا، مگر اس کی جو دھوپ در و دیوار پر پڑتی اتنی سُرخ ہوتی تھی، جیسے کہ دیواروں کو خون سے لیپ دیا گیا ہے۔

ابو نعیم نے اُمّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت امام حسینؓ کے قتل پر میں نے جنّات کو روتے دیکھا ہے"!

قاتلانِ حسینؓ کا انجام کیا ہوا

امام زہریؒ فرماتے ہیں کہ جو لوگ قتلِ حسینؓ میں شریک تھے، اُن میں سے ایک بھی نہیں بچا، جس کو آخرت سے پہلے دنیا ہی میں سزا نہ ملی ہو۔ کوئی قتل کیا گیا۔ کسی کا چہرہ مسخ ہو گیا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ انکے اعمال کی اصلی سزا نہیں، بلکہ اُس کا ایک نمونہ ہے جو درسِ عبرت کے طور پر دُنیا کے ظاہر پرستوں کو دکھایا گیا۔ ذیل میں چند واقعات لکھے جاتے ہیں:-

۱: شہادتِ حسینؓ کے بعد یزید کو ایک لمحہ چین نصیب نہ ہو سکا۔ اس کا خیال تھا کہ حضرت امامؓ اس کی سلطنت کے استحکام کے لیے خطرہ ہیں۔ ان کو راہ سے ہٹانے کے بعد اقتدار اس کے گھر کی لونڈی بن جائے گی۔ لیکن قتلِ حسینؓ اسے بہت مہنگا پڑا کہ صرف تین سال کی مدت میں ہی وہ ذلیل و

خوار ہو کر مر گیا اور سلطنت اس کے گھر سے جاتی رہی۔ یزید ذِلّت کی علامت بن کر رہ گیا، جبکہ حُسینؓ عزّ و شرف کا نِشان ہیں۔

(۲) ابن جوزیؒ لکھتے ہیں کہ جس شخص نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا تھا، اس کے بعد دیکھا گیا کہ اس کا مُنہ تار کول کی مانند سیاہ ہو گیا۔ لوگوں نے پُوچھا کہ تم عرب بھر میں خوش رُو آدمی تھے تمہیں کیا ہُوا، ؟ کہنے لگا: جس روز سے مَیں نے حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر اپنے گھوڑے کی گردن میں لٹکایا، جب ذرا سوتا ہوں دو آدمی آتے ہیں میرے بازو پکڑتے ہیں اور مجھے کھینچتے ہُوئے ایک دہکتی ہوئی آگ پر لے جاتے ہیں اور اس میں دھکیل دیتے ہیں جو مجھے جھلس دیتی ہے اور پھر وہ اِسی حالت میں مر گیا۔

۳: نیز ابنِ جوزی نے لکھا ہے کہ انہوں نے ایک شخص کی دعوت کی۔ اس مجلس میں شہادتِ حسینؓ کا ذکر چل نکلا کہ حسینؓ کے قتل میں جو بھی شریک ہوا اس کو دنیا میں بھی جلد ہی سزا مل گئی۔ اس شخص نے کہا بالکل غلط ہے۔ میں خود ان کے قتل میں شریک تھا، میرا کچھ بھی نہیں بگڑا۔

یہ شخص مجلس سے اُٹھ کر گھر گیا۔ جاتے ہی چراغ کی بتی دُرست کرتے ہوئے اس کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ وہیں جل کر مر گیا۔ سُدّی جو اس واقعے کے راوی ہیں کہتے ہیں کہ اس کے مرنے اطلاع پر میں نے خود صُبح دیکھا کہ وہ کوئلہ ہو چکا تھا۔

۴: سبط ابن جوزی نے روایت کیا ہے کہ ایک بوڑھا آدمی حضرت امام حسین علیہ السّلام کے قتل میں شریک تھا۔ وہ دفعتاً بغیر کسی عارضے کے اندھا ہو گیا۔ لوگوں نے

اس کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آستین چڑھائے ہوئے ہیں۔ ہاتھ میں تلوار ہے اور آپ کے سامنے چمڑے کا وہ فرش ہے جس پر کسی کو قتل کیا جاتا ہے اور میں نے دیکھا کہ اس پر قاتلانِ حسینؓ میں سے دس آدمیوں کی لاشیں ذبح کی ہوئی پڑی ہیں۔ اس کے بعد آپؐ نے مجھے ڈانٹ اور خونِ حسینؓ کی ایک سلائی میری آنکھوں میں لگادی۔ میں صبح اُٹھا تو میری بینائی ختم ہوچکی تھی۔

۵۔ جس شخص نے حضرت امام علیہ السلام کے تیر مارا تھا، اور پانی نہیں پینے دیا، اُس پر اللہ تعالیٰ نے ایسی پیاس مسلط کردی جو کسی طرح بجھتی ہی نہ تھی۔ پانی کتنا ہی پی جائے پیاس سے تڑپتا رہتا تھا۔ یہاں تک کہ پیٹ پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

۶ : قاتلانِ حسینؓ پر طرح طرح کی آفاتِ ارضی وسماوی کا ایک سلسلہ شروع تو تھا ہی کہ اللہ تعالےٰ نے ان پر ایک منظّم عذابِ الٰہی مسلط کر دیا۔ واقعۂ کربلا سے پانچ ہی سال بعد ۶۶ھ میں مختار ثقفی نامی ایک شخص نے خونِ حسینؓ کے قصاص کا آوازہ بلند کیا۔ جو دیکھتے ہی دیکھتے ایک تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔ مسلمانوں نے پورے جوش وخروش سے اس کی تائید کی۔ اور تھوڑے ہی عرصے میں اس کو اس قدر قوّت حاصل ہو گئی کہ کوفہ اور عراق اس کے تسلط میں آ گئے۔ اس نے اعلانِ عام کر دیا کہ قاتلانِ حسینؓ کے سوا سب کو امن دیا جاتا ہے، اور قاتلانِ حسینؓ کی تفتیش وتلاش پر پوری قوت صرف کر دی۔ اور ایک ایک کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ ایک ہی دن میں دو سو اڑتالیس آدمی اس جرم میں قتل کیے گئے کہ وہ قتلِ حسینؓ کے جرم میں شریک تھے۔ اس کے بعد خاص

لوگوں کی تلاش اور گرفتاری شروع ہوگئی۔

۷: عمرو بن سعد، جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے مقابلہ پہ یزیدی لشکر کی کمان کر رہا تھا، قتل کر دیا گیا۔ اس کا سر کاٹ کر جب مختار ثقفی کے سامنے پیش کیا گیا، تو مختار نے یہ اہتمام کر رکھا تھا کہ عمرو بن سعد کے بیٹے حفص کو پہلے سے دربار میں بٹھا رکھا تھا۔ جب یہ سر مجلس میں آیا تو مختار نے حفص سے کہا تو جانتا ہے یہ سر کس کا ہے؟ اس نے کہا "ہاں! اور اس کے بعد مجھے اپنی زندگی پسند نہیں"۔ چنانچہ اس کو بھی قتل کر دیا گیا۔ اور مختار نے کہا: عمرو بن سعد کا قتل تو حسینؓ کے بدلہ میں ہے اور حفص کا قتل علیؓ بن حسینؓ کے بدلہ میں، اور حقیقت یہ ہے کہ پھر بھی برابری نہیں ہوئی۔ اللہ کی قسم! اگر میں تین چوتھائی قریش کو بدلہ میں قتل کر دوں تو حضرت امام حسین علیہ السلام کی ایک اُنگلی کا بھی بدلہ نہیں ہو سکتا۔

۸ : ابن زیاد کو سخت اذیتیں دے کر قتل کیا گیا اور اس کا سر اُسی طرح اُسی مقام پر مختار کے سامنے رکھا گیا، جس طرح جس مقام پر امام رضؑ عالی مقام کا سر ابنِ زیاد کے سامنے رکھا گیا تھا اور اسی طرح چھڑی سے اس کے ہونٹوں پر ضربیں لگائی گئیں۔

۹ : شمر ذی الجوشن جو قتلِ حسینؓ کے بارے میں سب سے زیادہ سرگرم شقی اور سخت تھا، پکڑ کر قتل کیا گیا اور اس کی لاش کُتّوں کے سامنے ڈال دی گئی۔

۱۰ : عمر بن الحجاج، جو حضرت امام علیہ السلام کا سر لے کر ابنِ زیاد کے پاس پیش کرنے والوں میں سے ایک تھا، پیاس کی حالت میں بھگایا گیا۔ گرمی اور پیاس کی وجہ سے جب وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا تو اسکو ذبح کر دیا گیا۔

۱۱ : مالک بن بشیر، جس نے شہادت کے بعد حضرت امامؓ کی ٹوپی لوٹ لی تھی، اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر

کاٹ ڈالے اور پھر میدان میں ڈال دیا۔ چنانچہ وہ اسی طرح تڑپ تڑپ کر مر گیا۔

۱۲ : حکیم بن طفیل جس نے حضرت امام عالی مقام کو تیر مارا تھا، زندہ گرفتار کیا گیا اور پھر اس کو ہدف بنا کر اتنے تیر برسائے گئے کہ وہ چھلنی ہو گیا اور اسی میں ہلاک ہوا۔

۱۳ : عبداللہ بن اسید جہنی، مالک بن بشیر بدی، حمل بن مالک کا محاصرہ کر لیا گیا۔ انہوں نے رحم کی درخواست کی۔ مختار نے کہا ظالمو! تم نے سبطِ رسول اللہ پر رحم نہ کیا، تم پر کیسے رحم کیا جائے ؟ اور سب کو قتل کر دیا !

۱۴ : زید بن رفاد نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے بھتیجے مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ رضی اللہ عنہ کے تیر مارا۔ اس نے ہاتھ سے اپنی پیشانی چھپائی۔ اسے بھی اسی جگہ تیر مارا گیا۔ تیر ہاتھ کو چھیدتا ہوا یوں پیشانی میں پیوست ہو گیا کہ ہاتھ

پیشانی کے ساتھ بندھ گیا۔ اس کو گرفتار کر کے پہلے اس پر پتھر برسائے گئے۔ پھر تیروں کی بارش کی گئی اور ابھی زندہ تھا کہ آگ میں جلا دیا گیا۔

۱۵: عثمان بن خالد اور بشیر بن شمیط نے مسلم بن عقیلؓ کے قتل میں اعانت کی تھی، ان کو قتل کر کے جلا دیا گیا۔

۱۶: سنان بن انس جس نے سرِ اقدس کاٹنے کا اقدام کیا تھا، کوفہ سے بھاگ گیا اور پھر اس کا پتہ نہ چل سکا۔ اس کا گھر منہدم کر دیا گیا۔

۱۷: بنی وارم کے جس شخص نے شہادت کے بعد حضرت امام علیہ السلام کی تلوار اٹھائی تھی، کوڑھ میں مبتلا ہو گیا اور اسی حالت میں مرا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

کذالک العذاب ولعذاب الاخرۃ اکبر لو کانوا یعلمون ط (عذاب ایسا ہی ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب تو اس سے (بھی) بڑا ہے۔ کاش وہ سمجھ لیتے!)

شہادت کے بارے میں رُؤیائے صادقہ

بیہقی نے بسند روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک رات حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ دوپہر کا وقت ہے اور آپ پراگندہ بال پریشان حال ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اِس میں کیا ہے؟ فرمایا "حسینؓ کا خون ہے۔ میں اسے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کروں گا۔"

حضرت ابن عباسؓ نے اسی وقت لوگوں کو خبر دے دی تھی کہ حسینؓ شہید ہو گئے۔ اِس خواب کو ابھی زیادہ دن نہیں گزرے تھے کہ آپؓ کی شہادت کی خبر پہنچ گئی اور حساب کیا گیا تو ٹھیک وہی دن اور وہی وقت آپ کی شہادت کا تھا۔

ترمذی نے سلمی سے روایت کیا ہے کہ وہ ایک روز اُمّ المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔ میں نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا:

میں نے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کو خواب میں اِس حالت میں دیکھا ہے کہ آپ کے سر مبارک اور رِیش مُبارک پر گرد پڑی ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلّم) یہ کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں ابھی ابھی حسینؓ کے قتل پر موجود تھا!

(تاریخ الخلفاء / سیوطیؒ)

داستانِ کرب بلا ختم ہو گئی۔ لیکن تاریخ کو ایسے عنوان دے گئی جو کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔ عزم و عزیمت، صبر و ثبات، ایثار و مروّت، اِستقلال و جانسپاری، امر بالمعروف

اور نہی عن المنکر کی زندہ تفسیریں، استبداد شکنی کی جرأت آموز تعبیریں۔ اسوۂ شبیری کے وہ انمٹ نقوش ہیں جن سے اہلِ حق کے ہر قافلے نے ہر دور میں روشنی حاصل کی ہے۔ حادثۂ کربلا کوئی وقتی یا شخصی واقعہ نہ تھا بلکہ یہ ایک مسلسل تاریخی عمل کا نتیجہ تھا۔ اور تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ یہ رسم ابدالآباد سے جاری ہے۔ دنیا کو آباد کرنے کے لیے خاندانِ نبوّت کی ہمیشہ سے سُنّت رہی ہے کہ وہ خود اُجڑا کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت سے لے کر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی مسلسل بادیہ پیمائی اِس کا واضح ثبوت ہے۔ چنانچہ اِس تاریخی عمل کا تقاضا تھا کہ خانوادۂ امام الانبیاءؐ، اِس نا تمام باب کی تکمیل کرے۔

حُسینؑ علیہ السلام نے دشتِ کربلا میں جس طرح اِس قدیمی سنّت کو نبھایا اور اِس نا تمام باب کی تکمیل کی،

کوئی دَور اِس کی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ چودہ صدیاں گزر رہیں، آج بھی کربلا کے خوں آشام ذرّات کو نچوڑا جائے تو خونِ شہادت کے مقدّس قطرے ٹپک پڑیں۔ امام عالی مقامؓ نے اپنے خون سے جادۂ حق کی راہیں روشن کر کے آنے والی نسلوں پر احسانِ عظیم کیا ہے۔ حسینؓ عالمِ انسانیت کا محسن ہے۔ حسینؓ زندگی کی تفسیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صدیاں گزرنے کے باوجود حسینؓ زندہ ہے۔ حسینؓ اِس لیے زندہ ہے کہ حسینؓ محض ایک شخصیت ہی نہ تھے، ایک اصول تھے، ایک تحریک تھے، ایک تاریخ تھے، ایک پیغام تھے۔

ہزاروں لاکھوں درود وسلام اُس فرزندِ رسولؐ پر جو اِسلام کا پشتبان ہے۔ ہزاروں لاکھوں درود وسلام اُن عظیم انسانوں پر جنہوں نے دشتِ کرب و بلا میں حقِّ رفاقت ادا کرتے ہوئے جانیں قربان کر دیں! (آمین)

شہدائے کربلائے معلّٰی

مجاہدینِ اہلبیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو کربلا میں شہید ہوئے

۱ : حضرت امام عالی مقام سید شباب اہل الجنۃ سید الشہداء

حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۲ : حضرت سیدنا عبداللہ بن عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

(حضرت علیؓ کے حقیقی بھتیجے تھے)

۳ : حضرت سیدنا عبدالرحمٰن بن عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

(عم زادہ حضرت امام علیہ السلام)

۴ : حضرت سیدنا جعفر بن عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

(عم زادہ حضرت امام علیہ السلام)

۵ : حضرت سیدنا محمد بن سعد بن عقیل رضی اللہ عنہ

(برادر زادہ حضرت امام علیہ السلام)

۶ : حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ

(برادرزادہ حضرت امام علیہ السلام)

۷ : حضرت سیدنا محمد بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابیطالب رضی اللہ عنہ

۸ : حضرت سیدنا عون بن عبداللہ بن جعفر طیار بن ابیطالب رضی اللہ عنہ

خواہرزادہ حضرت امام علیہ السلام)

۹ : حضرت سیدنا ابوبکر بن حسن بن علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ

(برادرزادہ حقیقی حضرت امام علیہ السلام)

۱۰ : حضرت سیّدنا عمرو بن حسن بن علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ

(برادرزادہ حقیقی حضرت امام علیہ السلام)

۱۱ : حضرت سیّدنا عبداللہ بن حسن بن علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ

(برادرزادہ حقیقی حضرت امام علیہ السلام)

۱۲ : حضرت سیدنا قاسم بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

(برادرزادہ حقیقی حضرت امام علیہ السلام)

۱۳ : حضرت سیّدنا محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۱۴ : حضرت سیدنا عثمان بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۱۵ : حضرت سیّدنا عبداللہ بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۱۶ : حضرت سیّدنا جعفر بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۱۷ : حضرت سیّدنا عباس بن علی ابی طالب رضی اللہ عنہ

(نمبر ۱۳ تا ۱۷ علاتی ؎ برادران حضرت امام علیہ السلام)

۱۸ : حضرت سیّدنا علی اکبر بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

(صاحبزادہ امام عالی مقام علیہ السلام عمر ۱۸ برس)

۱۹ : حضرت سیّدنا علی اصغر بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

(صاحبزادہ امام عالی مقام علیہ السلام)

۲۰ : حضرت فیروز مولیٰ حضرت امام حسین علیہ السلام رضی اللہ عنہ

۲۱ : حضرت سعد بن حارث مولیٰ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

(رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین)

؎ ماں سے سوتیلا باپ سے سگا۔

جان نثارانِ اہلِ بیتؓ ... جو میدانِ کربلا میں شہید ہوئے!

۱ : حضرت زُبیر بن حسان محمدی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۲ : حضرت سعد بن حنظلہ تمیمی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۳ : حضرت بُریر بن خُضیر ہمدانی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۴ : حضرت وہب بن عبداللہ کلبی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۵ : حضرت عَمرو بن خالد صیدادی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۶ : حضرت حلاس بن عمر مکّی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۷ : حضرت عبداللہ بن عَمیر کلبی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۸ : حضرت عَمیر بن عبداللہ مُذحجی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۹ : حضرت حماد بن انس مُحمّدی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۱۰ : حضرت وقاص بن مالک احمدی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۱۱ : حضرت شُرَیح بن عُبَید مکی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۱۲: حضرت مسلم بن عَوسجہ اسدی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۱۳: حضرت نافع بن ہلال جملی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۱۴: حضرت قرۃ بن ابی قرۃ غفاری رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۱۵: حضرت قیس بن منبع مدنی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۱۶: حضرت بِشر بن عَمر وحضرمی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۱۷: حضرت ہاشم بن عُتبہ مکی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۱۸: حضرت نعیم بن عَجلان انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۱۹: حضرت زہَیر بن القَین رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۲۰: حضرت اَنَس بن حارِث اسدی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۲۱: حضرت حبیب بن مَظاہر اسدی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۲۲: حضرت قیس بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۲۳: حضرت عبداللہ بن عروۃ بن صراق غفاری رضی اللہ عنہٗ

۲۴: حضرت عبدالرحمٰن بن عروہ بن صراق غفاری رضی اللہ عنہٗ

۲۵: حضرت جَون بن جوی بن قتادہ مولیٰ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ،

۲۶: حضرت شُبَیب بن عبداللہ نہشلی رضی اللہ عنہ

۲۷: حضرت قاسط بن زہیر بن حارث تغلبی رضی اللہ عنہ،

۲۸: حضرت کردوس بن زہیر تغلبی رضی اللہ عنہ،

۲۹: حضرت کنانہ بن عتیق تغلبی رضی اللہ عنہ،

۳۰: حضرت ضرغامہ بن مالک تغلبی رضی اللہ عنہ،

۳۱: حضرت عَمرو بن ضُبَیعہ ضبعی رضی اللہ عنہ،

۳۲: حضرت یزید بن ثُبَیط العبدی رضی اللہ عنہ،

۳۳: حضرت جُوَین بن مالک بن قیس تیمی رضی اللہ عنہ،

۳۴: حضرت عبداللہ بن مُشبّت قیسی رضی اللہ عنہ،

۳۵: حضرت عامر بن مسلم عبدی رضی اللہ عنہ،

۳۶: حضرت عبداللہ بن مُشبّت قیسی رضی اللہ عنہ،

۳۷: حضرت قَعنب بن عَمرو نمری رضی اللہ عنہ،

۳۸ : حضرت سالم غلام آزاد عامر بن مسلم رضی اللہ عنہ

۳۹ : حضرت سیف بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ

۴۰ : حضرت زہیر بن بِشر خثعمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴۱ : حضرت یزید بن مُعقل جعفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۴۲ : حضرت حجاج بن مسروق مؤذن لشکرِ اسلام رضی اللہ عنہ

۴۳ : حضرت مسعود بن حجاج تیمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۴۴ : حضرت مَجمع بن سہم بن عبداللہ عائذی رضی اللہ عنہ

۴۵ : حضرت عمار بن حسان طائی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۴۶ : حضرت جنادۃ بن حارث سلمانی اسدی رضی اللہ عنہ

۴۷ : حضرت جندب بن حُجَیر بن کِندی رضی اللہ عنہ

۴۸ : حضرت یزید بن زیاد مظاہر کِندی رضی اللہ عنہ

۴۹ : حضرت طاہر غلام آزاد دین الحق خُزاعی رضی اللہ عنہ

۵۰ : حضرت جَبلہ بن علی شیبانی رضی اللہ عنہ

۵۱ : حضرت مسلم بن کثیر اعرج ازدی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۵۲ : حضرت زُہَیر بن سُلَیم بن عمرو ازدی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۵۳ : حضرت قاسم بن حبیب بن ابی بشیر ازدی رضی اللہ عنہٗ

۵۴ : حضرت عمرو بن جندب حضرمی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۵۵ : حضرت ابو ثمامہ صائدی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۵۶ : حضرت سُلَیم غلام آزاد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہٗ

۵۷ : حضرت قارب بن عبداللہ غلام آزاد حضرت امام حسین رضؓ

۵۸ : حضرت عروۃ غلام آزاد حر بن یزید بن ریاح رضی اللہ عنہٗ

۵۹ : حضرت مصعب برادر حر ریاحی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۶۰ : حضرت علی بن حر بن یزید بن ریاحی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۶۱ : حضرت حُر بن یزید ریاحی تمیمی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۶۲ : حضرت سعید بن عبداللہ حنفی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۶۳ : حضرت شَوذب بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

۶۴: حضرت سیف بن حارث بن سریع ہمدانی رضی اللہ عنہ

۶۵: حضرت مالک بن عبد بن سریع رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۶۶: حضرت محمد بن مُطاع انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۶۷: حضرت مِقداد انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۶۸: حضرت عمرو بن عبد اللہ صائدی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۶۹: حضرت حنظلہ بن اسعد شیبانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۷۰: حضرت عبد الرحمٰن بن عبد اللہ ارحبی رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۷۱: حضرت عمار بن ابی سلامۃ انصاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۷۲: حضرت عابِس بن ابی شبیب شاکری رضی اللہ تعالےٰ عنہ

(وَاللہُ اعلم بالصّواب)

مناقب و فضائل خلیفۂ اوّل امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی اور صحابی ہیں

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ	کہتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا	نے فرمایا ہے اگر میں کسی کو اپنا خالص
لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا	دوست بناتا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ
وَلٰكِنَّهٗ اَخِيْ وَصَاحِبِيْ	کو بناتا، لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے بھائی ہیں اور
وَقَدِ اتَّخَذَ اللّٰهُ صَاحِبَكُمْ	میرے صحابی ہیں اور البتہ تمہارے دوست
خَلِيْلًا۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)	(یعنی حضور) کو اللہ نے اپنا خلیل بنا لیا ہے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی
لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	ہیں کہ مجھ سے جناب رسول اللہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَرَضِهٖ	صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ موت
	میں فرمایا،

اُدْعِیْ لِیْ اَبَا بَکْرٍ اَبَاکِ	میری طرف سے اپنے باپ ابوبکرؓ اور
وَ اَخَاکِ حَتّٰی اَکْتُبَ	اپنے بھائی کو بُلا بھیجو تاکہ میں ایک
کِتَابًا فَاِنِّیْ اَخَافُ	تحریر لکھدوں، اِس لیے کہ مجھ کو
اَنْ یَّتَمَنّٰی مُتَمَنٍّ وَ	یہ اندیشہ ہے کہ کہیں کوئی آرزو نہ
یَقُوْلُ قَائِلٌ اَنَا وَلَا یَاْبَی	کرے (یعنی خلافت کی آرزو)
اللّٰهُ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا	اور مجھ کو یہ ڈر ہے کہ کہیں کوئی
اَبَا بَکْرٍ۔	کہنے والا نہ کہے کہ میں خلافت کا
(رَوَاہُ مُسْلِمٌ)	مستحق ہوں اور منع کرے گا، اللہ
	اور مومن لوگ حضرت ابوبکرؓ (کی خلافت)
	کے سوا دوسرے کو۔

حضرت ابوبکرؓ صدّیقِ اکبر "یارِ غار" ہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ	حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کہتے
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ	ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
	نے ایک روز حضرت ابوبکرؓ سے

لِاَبِیْ بَکْرٍ اَنْتَ صَاحِبِیْ عَلَی	فرمایا تم میرے یارِ غار ہو (یعنی غارِ
الْحَوْضِ وَصَاحِبِیْ فِی الْغَارِ	ثور کے ساتھی) اور حوضِ کوثر پر میرے
(هٰذَا حَدِیْثٌ حَسَنٌ غَرِیْبٌ صَحِیْحٌ)	ساتھی ہو۔ (یہ حدیث حسن غریب
(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)	صحیح ہے) (ترمذی)

حضرت ابوبکرؓ صحابہؓ کے سردار ہیں

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
اَبُوْبَکْرٍ سَیِّدُنَا وَخَیْرُنَا	کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
وَاَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ	عنہ ہمارے سردار ہیں اور ہم میں جناب
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے
(هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ غَرِیْبٌ)	زیادہ محبوب ہیں۔ (یہ حدیث صحیح
(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)	غریب ہے)

حضرت ابوبکرؓ کو قیامت کے روز نیکی کا بدلہ اللہ ہی دینگے

عَنْ اَبُوْهُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ	حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ اِلَّا وَقَدْ كَافَيْنَاهُ مَا خَلَا اَبَا بَكْرٍ فَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا يَدًا يُكَافِيْهِ اللّٰهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِيْ مَالُ اَبِيْ بَكْرٍ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَكْرٍ خَلِيْلًا اَلَا وَاِنَّ صَاحِبَكُمْ خَلِيْلُ اللّٰهِ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)

ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس کسی نے ہم کو کچھ دیا ہے ہم نے اس کو اس کا بدلہ دے دیا ہے سوائے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے، کہ انہوں نے ہمارے ساتھ ایسی نیکی اور بخشش کی ہے جس کا بدلہ قیامت کے دن اللہ ہی دے گا اور کسی شخص کے مال نے مجھ کو اتنا فائدہ نہیں پہنچایا، جتنا حضرت ابوبکر رض کے مال نے پہنچایا ہے۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل و خالص دوست بنانا چاہتا تو ابوبکر رض کو اپنا دوست بناتا، یاد رکھو تمہارے دوست یعنی

حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے خلیل ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ جنّت میں داخل ہونے والے پہلے اُمتی ہوں گے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَاَرَانِیْ بَابَ الْجَنَّةِ الَّذِیْ یَدْخُلُ مِنْهُ اُمَّتِیْ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَدِدْتُّ اَنِّیْ كُنْتُ مَعَكَ حَتّٰى اَنْظُرَ اِلَیْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّكَ یَا اَبَابَكْرٍ اَوَّلُ مَنْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ۔

(رواہ ابوداؤدؒ)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیلؑ آئے، میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنّت کا دروازہ دکھایا جس سے میری اُمّت جنّت میں داخل ہوگی۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری خواہش ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا اور اس دروازہ کو دیکھتا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ! تو اُن لوگوں میں سے پہلا ہوگا جو میری اُمّت سے جنّت میں داخل ہوں گے۔

مناقب فضائل خلیفۂ دوم امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ

حضرت عمرؓ مُحدّث ہوں گے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہٗ سے
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	روایت ہے کہ جنابِ رسول اللہ
وَسَلَّمَ لَقَدْ كَانَ فِيْمَا قَبْلَكُمْ	صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے
مِنَ الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ	تم سے پہلے اُمّتوں میں محدّث تھے
فَاِنْ يَّكُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ	(یعنی جن کو الہام ہوتا تھا) اگر میری
فَاِنَّهٗ عُمَرُ، (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)	اُمّت میں کوئی محدّث ہو تو وہ عمر
	ہو گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمرؓ نبوّت کے قابل تھے

عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ	حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہٗ
قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ	کہتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ بَعْدِیْ	صلے اللہ علیہ وسلّم نے اگر میرے

نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ — بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتے

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ) — (ترمذی)

حضرتؓ عمرؓ کی علمی فضیلتؓ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِیْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰی اِنِّیْ لَاَرَی الرِّیَّ یَخْرُجُ فِیْ اَظْفَارِیْ ثُمَّ اَعْطَیْتُ فَضْلِیْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْعِلْمُ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ)

(بخاری و مسلم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے کہ میں سو رہا تھا کہ خواب میں میرے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا، میں نے اس دودھ کو پی لیا۔ پھر میں نے اس دودھ کی سیرابی کی حالت کو دیکھا کہ اس کا اثر میرے ناخنوں سے ظاہر ہو رہا ہے پھر میں نے پیالہ کا بچا ہوا دودھ حضرت عمر بن خطابؓ کو دے دیا، لوگوں نے پوچھا، اس خواب کی تعبیر آپؐ نے کیا قرار دی فرمایا علم۔

حضرت عُمر رضی اللہ عنہٗ کا مرتبہ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ
لِاَبِیْ بَکْرٍ یَا خَیْرَ النَّاسِ
بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ
اَمَا اِنَّکَ اِنْ قُلْتَ
ذٰلِکَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَا
طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰی
رَجُلٍ خَیْرٍ مِّنْ عُمَرَ
(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہٗ کہتے ہیں
کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ
نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ
سے کہا، اے بہترین لوگوں کے
حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ
نے فرمایا: عمرؓ! آپ نے مجھ کو اِس خطاب
سے مخاطب کیا ہے تو میں آپکو
آگاہ کرتا ہوں کہ میں نے جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے
سُنا ہے آفتاب کسی ایسے شخص پر
طلوع نہیں ہوا جو حضرت عمرؓ سے
بہتر ہو (ترمذی)

حق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَرِوَایَۃِ اَبِیْ دَاؤدَ وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِہٖ۔

(ترمذی، ابوداؤد)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے حق کو حضرت عمرؓ کی زبان پر جاری کیا اور دل میں پیدا کیا ہے (ترمذی) اور ابوداؤد کی روایت میں حضرت ابوذرؓ سے منقول ہے بہ الفاظ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو حضرت عمرؓ کی زبان پر رکھا ہے اور وہ حق بات کہتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کا بہشت میں مرتبہ

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاکَ

حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص

الرَّجُلُ اَرْفَعُ اُمَّتِیْ دَرَجَةً	بہشت میں بلحاظ مرتبہ میری اُمت
فِی الْجَنَّةِ قَالَ اَبُوْسَعِیْدٍ وَاللّٰہِ	میں بہت بلند ہے۔ ابو سعیدؓ نے
مَاکُنَّا نَرٰی ذٰلِكَ الرَّجُلَ اِلَّا	کہا اللہ کی قسم ہمیں نہ گمان ہوتا اس
عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ حَتّٰی	شخص کے بارے میں کہ وہ کون ہے مگر
مَضٰی بِسَبِیْلِهٖ۔	عمر بن خطابؓ پر یہاں تک کہ عمرؓ اپنی
(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَة)	راہ سے گزر گئے۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ جنت کے سرداروں میں سے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ	حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْبَکْرٍ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکرؓ اور عمرؓ جنت
وَعُمَرُ سَیِّدَا کُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ	میں بڑی عمر والوں کے سردار ہوں گے جو
مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ	پہلوں اور پچھلوں میں سے ہیں سوائے
اِلَّا النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ	انبیاء اور رسولوں کے (ترمذی)
(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَرَوَاهُ ابْنُ مَاجَه عَنْ عَلِیٍّ)	(ابن ماجہ نے اسے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے)

مناقب و فضائل خلیفہ سوم امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جنت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق ہوں گے

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ رَفِيْقٌ وَ رَفِيْقِيْ يَعْنِيْ فِي الْجَنَّةِ عُثْمَانُ ۔ (رواہ الترمذی)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور میرے رفیق جنت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عُثْمَانُ اَنَّهُ لَعَلَّ اللهُ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَاِنْ اَرَادُوْكَ عَلٰى خَلْعِهٖ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ شاید اللہ تعالیٰ تجھ کو ایک قمیص پہنائے (یعنی خلعت خلافت عطا فرمائے)

فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ۔

(رواہُ الترمذی وابن ماجۃ)

پھر اگر لوگ تجھ سے مطالبہ کریں کہ
تُو اس قمیص کو اتار ڈال تو ان کی
خواہش سے اس قمیص کو نہ اُتارنا
(یعنی خلافت کو ترک نہ کرنا)

حضرت عثمان رضؓ سے فرشتے حیا کرتے ہیں

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مُضْطَجِعًا فِيْ بَيْتِهٖ
كَاشِفًا عَنْ فَخِذَيْهِ اَوْ
سَاقَيْهِ فَاسْتَأْذَنَ
اَبُوْبَكْرٍ فَاَذِنَ لَهٗ وَهُوَ
عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ فَتَحَدَّثَ
ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرُ فَاَذِنَ
لَهٗ وَهُوَ كَذٰلِكَ فَتَحَدَّثَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی
ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے گھر میں اپنی پنڈلیاں
کھولے پڑے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ
نے حاضری کی اجازت چاہی آپ نے
ان کو بُلا لیا اور اسی طرح لیٹے
رہے۔ پھر حضرت عمرؓ نے اجازت
چاہی، آپ نے ان کو بُلا لیا اور اسی
طرح لیٹے رہے۔ پھر حضرت عثمانؓ

ثُمَّ اسْتَأْذَنَ عُثْمَانُ فَجَلَسَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَسَوّٰى ثِيَابَهٗ فَلَمَّا
خَرَجَ قَالَتْ عَائِشَةُ دَخَلَ
اَبُوْبَكْرٍ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ
وَلَمْ تُبَالِهٖ ثُمَّ دَخَلَ
عُمَرُ فَلَمْ تَهْتَشَّ لَهٗ وَلَمْ
تُبَالِهٖ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ
فَجَلَسْتَ وَسَوَّيْتَ ثِيَابَكَ
فَقَالَ اَلَا اَسْتَحْيِيْ مِنْ
رَجُلٍ تَسْتَحْيِيْ مِنْهُ
الْمَلٰٓئِكَةُ وَفِيْ رِوَايَةٍ
قَالَ اِنَّ عُثْمَانَ رَجُلٌ حَيِيٌّ

نے اجازت طلب کی۔ آپ
اُٹھ کر بیٹھ گئے اور کپڑوں کو
درست کر لیا (یعنی اپنی پنڈلیاں
ڈھک لیں) پھر جب یہ لوگ چلے گئے
تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا،
حضرت ابو بکرؓ آئے تو آپ نے
جنبش نہ کی اور اسی طرح لیٹے رہے
حضرت عمرؓ آئے تو آپ نے حرکت نہ
کی اور پڑے رہے پھر جب حضرت
عثمانؓ آئے تو آپ اُٹھ کر بیٹھ
گئے اور کپڑوں کو درست کر لیا۔
اس کا کیا سبب ہے؟ آپؐ نے فرمایا
کیا میں اُس شخص سے حیا نہ کروں
جس سے فرشتے حیا کرتے ہیں!

وَاِنِّیْ خَشِیْتُ اِنْ اَذِنْتُ لَہٗ عَلٰی تِلْکَ الْحَالَۃِ اَنْ لَّا یَبْلُغَ اِلَیَّ فِیْ حَاجَتِہٖ۔ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم نے یہ فرمایا کہ حضرت عثمان رضؓ حیادار آدمی ہیں۔ مجھ کو یہ خیال ہوا کہ اگر اسی حالت میں انکو بلاؤں تو وہ شرم وحیا سے کہیں واپس نہ چلے جائیں اور جو کچھ ان کو کہنا ہے وہ نہ کہہ سکیں۔ (مسلمؒ)

بیعتِ رضوان

عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبَیْعَۃِ الرِّضْوَانِ کَانَ عُثْمَانُ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی مَکَّۃَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلّم نے بیعتِ رضوان کا حکم دیا، اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کے قاصد کی حیثیت

فَبَایَعَ النَّاس فقالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ عُثْمَانَ فِی حَاجَۃِ اللّٰہِ وَحَاجَۃِ رَسُولِہٖ فَضَرَبَ بِاِحْدٰی یَدَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی فَکَانَتْ یَدُ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعُثْمَانَ خَیْرٌ مِّنْ اَیْدِیْھِمْ لِاَنْفُسِھِمْ۔

(رَوَاہُ التِّرمِذِیُّ)

سے مکہ گئے ہوئے تھے۔ لوگوں نے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر موت کی بیعت کر لی۔ جب سب بیعت کر چکے تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عثمان رض اللہ اور اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے کام پر گئے ہوئے ہیں۔ پھر اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا (یعنی حضرت عثمان رض کی طرف سے بیعت کی) پس حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ حضرت عثمان رض کے لیے بہتر تھا ان ہاتھوں سے جنہوں نے اپنے ہاتھوں سے اپنے لیے بیعت کی تھی۔

حضرت عثمانؓ کی فضیلت

عَنْ مُرَّةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ
سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
ذَكَرَ الْفِتَنَ فَقَرَّبَهَا
فَمَرَّ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ فِيْ
ثَوْبٍ فَقَالَ هٰذَا يَوْمَئِذٍ
عَلَى الْهُدٰى فَقُمْتُ
اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ عُثْمَانُ
بْنُ عَفَّانَ قَالَ فَاَقْبَلْتُ
عَلَيْهِ بِوَجْهِهٖ فَقُلْتُ
هٰذَا قَالَ نَعَمْ۔

(رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ)

حضرت مرہ بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے
ہیں کہ میں نے حضورِ اقدس صلے اللہ
علیہ وسلم کو فتنوں کا ذکر فرماتے ہوئے
سُنا اور ان کو بہت قریب بتایا
آپ فرما رہے تھے کہ ایک شخص سر
پر کپڑا ڈالے اُدھر سے گزرا آپ نے
اس کو دیکھ کر فرمایا یہ شخص اُن
ایام میں راہِ راست پر ہوگا حضرت
مرّہ بن کعبؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ کے
یہ الفاظ سُن کر میں اُٹھا اور اس کی طرف گیا
دیکھا تو وہ حضرت عثمانؓ تھے پھر میں نے حضرت
عثمانؓ کا منہ حضورِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا اور

(ابوداؤد) پوچھا یہ شخص ان فتنوں میں راہِ راست

پر ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں!

حضرت عثمانؓ کے لئے خوشخبری

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَاءَ عُثْمَانُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فِيْ كُمِّهٖ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِيْ حِجْرِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ۔ (رَوَاهُ اَحْمَدُ)

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ جب تبوک کے لشکر کا سامان تیار کیا گیا تو حضرت عثمانؓ اپنی آستین میں ہزار دینار رکھ کر آپؐ کے پاس لائے اور وہ آپؐ کی گود میں ڈال دیے میں نے نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ انکو اپنی گود میں اُلٹتے اور پلٹتے تھے اور فرماتے تھے کہ آج کے اس عمل کے بعد اگر عثمانؓ سے کوئی (لغزش) بھی سرزد ہو جائے وہ اسے نقصان نہیں دے گی۔ یہ الفاظ آپؐ نے دوبار فرمائے (احمدؒ)

مناقب و فضائل خلیفہ چہارم امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت علیؓ مجھ سے ہے اور میں حضرت علیؓ سے ہوں

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ	حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ
اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ
وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا	وسلّم نے فرمایا ہے (حضرت) علیؓ مجھ سے
مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ وَهُوَ	ہے اور میں (حضرت) علیؓ سے ہوں
وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ۔	اور (حضرت) علیؓ ہر مومن کا دوست
رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ)	مددگار ہے۔ (ترمذیؒ)

میری طرف سے کوئی عہد کرے مگر (حضرت) علیؓ

عَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ قَالَ	حضرت حبشی بن جنادہ رضی اللہ عنہ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلّم
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيٌّ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْ	نے فرمایا ہے (حضرت) علیؓ مجھ سے ہے
عَلِيٍّ وَلَا يُؤَدِّيْ عَنِّيْ اِلَّا	اور میں (حضرت) علیؓ سے ہوں اور
اَنَا اَوْ عَلِيٌّ۔	میری جانب سے کوئی عہد نہ کرے اور

(رواہ الترمذی و | نہ کوئی معاہدہ کرے مگر میں خود
رواہ احمد عن ابی جنادۃ) | یا میری جانب سے (حضرت) علیؓ

جس کا میں مولا، اُس کا علیؓ مولا

عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ۔

(رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَحْمَدُ)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص کا میں مولا ہوں، (حضرت) علیؓ اس کے مولا ہیں (یعنی جس کو میں دوست رکھتا ہوں (حضرت) علیؓ بھی اس کو دوست رکھتا ہے)

حضرت علیؓ علم کا دروازہ ہیں

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔

حضرت علی المرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں حکمت کا گھر ہوں اور (حضرت)

(رَوَاہُ التِّرمِذِیُّ) علیؓ حکمت کے گھر کا دروازہ ہیں۔

حضرتِ علیؓ کو بُرا کہنا، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہنا ہے

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ۔ (رَوَاہُ اَحْمَدُ)

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے (حضرت) علیؓ کو بُرا کہا گویا مجھ کو بُرا کہا۔

منافق حضرت علیؓ سے محبّت نہیں رکھتا

عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُحِبُّ عَلِیًّا مُنَافِقٌ وَلَا یُبْغِضُہٗ مُؤْمِنٌ (رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ)

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جناب رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حضرت علیؓ سے منافق محبّت نہیں رکھتا، اور مومن حضرت علیؓ سے بُغض و عداوت نہیں رکھتا۔

حضرت علیؓ کا مرتبہ

عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ (مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ) بخاری مسلم

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ تیری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کی موسیٰؑ سے تھی مگر فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضرت علیؓ اللہ کو بہت محبوب ہیں

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَیْرٌ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ ائْتِنِیْ بِاَحَبِّ خَلْقِکَ اِلَیْکَ یَاْکُلُ مَعِیْ ھٰذَا الطَّیْرَ وَجَاءَہٗ عَلِیٌّ فَاَکَلَ مَعَہٗ (رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ ھٰذَا) (حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ) (ترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بُھنا ہوا پرندہ رکھا تھا تو آپؐ نے فرمایا اے اللہ میرے پاس اُس کو لائیے جو آپ کی مخلوق میں آپ کو بہت پیارا ہو تاکہ وہ میرے ساتھ مل کر اِس پرندے کو کھائے تو حضرت علیؓ آپکے پاس آئے اور آپکے ساتھ ملکر کھایا۔

فہرست

نمبر شمار	مطالب	سورۃ	آیت	صفحہ
۱	آلِ عمران کا ذکرِ خیر	آلِ عمران	۳۳ تا ۳۴	۵
۲	حضرت مریمؑ کی والدہ کا اللہ کے لیے نذر ماننا	؍؍	۳۵	۶
۳	حضرت مریمؑ کی پیدائش و پرورش	؍؍	۳۶ تا ۳۷	۷
۴	کفالتِ مریمؑ کے لیے قرعہ اندازی	؍؍	۴۴	۹
۵	حضرت مریمؑ کی شان کا تذکرہ	؍؍	۴۲	۱۰
۶	حضرت مریمؑ کو عبادت گزاری کا حکم	؍؍	۴۳	۱۰
۷	حضرت مریمؑ کو ولادتِ عیسٰیؑ کی خوشخبری	؍؍	۴۵ تا ۴۶	۱۱
۸	حضرت مریمؑ کا تعجب اور اسکی وجہ	؍؍	۴۷	۱۲
۹	ولادتِ عیسٰیؑ کا واقعہ	مریم	۱۶ تا ۳۵	۱۳

نمبر شمار	مطالب	سورۃ	آیت	صفحہ
۱۰	یہود کا حضرت مریمؑ پر بہتان باندھنا	النسآء	۱۵۵ تا ۱۵۶	۱۹
۱۱	حضرت مریمؑ کی پاکبازی اور حضرت عیسٰےؑ کی بن باپ ولادت	الانبیاء	۹۱	۱۹
۱۲	حضرت مریمؑ کی پاکبازی مومنوں کے لیے ایک مثال ہے	التحریم	۱۲	۲۱
۱۳	حضرت مریمؑ و عیسٰےؑ اللہ کی قدرتِ کاملہ کی نشانی ہیں	المومنون	۵۰	۲۲
۱۴	قدرتِ الٰہی کے لیے حضرت آدمؑ و عیسٰےؑ کی پیدائش یکساں ہے	آلعمران	۵۹	۲۳
۱۵	سب نبیؑ ایک ہی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں	البقرہ	۱۳۶	۲۳
	" " "	آلعمران	۸۴	
	" " "	النسآء الاحزاب	۱۶۳ ۷ تا ۸	
	" " "	الانعام	۸۵ تا ۸	
۱۶	سب نبیؑ اسلام ہی کی تبلیغ کرتے رہے	الشوریٰ	۱۳ تا ۱۴	۲۷
۱۷	حضرت عیسٰےؑ کا طریقہ دیگر انبیاء سے مختلف نہ تھا	المائدہ الحدید	۴۶ ۲۷	۲۹

نمبر شمار	مطالب	سورۃ	آیت	صفحہ
۱۸	حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری	الصف	۶	۳۲
۱۹	حضرت مسیحؑ صرف بنی اسرائیل کے لیے نبی بنا کر بھیجے گئے تھے	آلعمران	۴۸ تا ۴۹	۳۳
۲۰	حضرت عیسٰیؑ کے معجزات	البقرہ	۸۷، ۲۵۳	
	" "	آلعمران	۴۹ تا ۵۱	۳۳
	" "	المائدہ	۱۱۰ تا ۱۱۱	
۲۱	حواریوں کا تذکرہ	الصف	۱۴	۴۰
۲۲	حواریوں کا مطالبہ اور حضرت عیسٰیؑ کا جواب	المائدہ	۱۱۲ تا ۱۱۵	۴۱
۲۳	یہود کا قتلِ عیسٰیؑ کی سازش کرنا	آلعمران	۵۲ تا ۵۴	۴۳
۲۴	حضرت عیسٰیؑ نہ مقتول ہوئے نہ مصلوب	النساء	۱۵۷ تا ۱۵۸	۴۵
۲۵	حضرت عیسٰیؑ کا آسمان پر زندہ اُٹھایا جانا	آلعمران	۵۵	۴۶
۲۶	حضرت عیسٰیؑ کا دوبارہ دنیا میں آنا	آلعمران	۴۶	۴۸
۲۷	نزولِ عیسٰیؑ علاماتِ قیامت میں سے ہے	الزخرف	۶۱	۴۸

نمبر شمار	مطالب	سورۃ	آیت	صفحہ
۲۸	وفاتِ عیسےٰؑ سے قبل تمام اہلِ کتاب ایمان لے آئینگے	النسآء	۱۵۹	۴۹
۲۹	تین خداؤں کا کفریہ عقیدہ	النساء	۱۷۱	۴۹
۳۰	حضرت عیسےٰؑ کو اللہ کا بیٹا کہنا کفر ہے	المائدہ التوبہ	۷۳ تا ۷۴ ۳۰ تا ۳۱	۵۲
۳۱	حضرت عیسےٰؑ کو اللہ کہنا کفر ہے	المائدہ	۱۷	۵۳
۳۲	حضرت عیسےٰؑ نے تو اللہ کی عبادت کا حکم دیا تھا	المائدہ	۷۲ ۱۱۶ تا ۱۱۹	۵۴
	" "	مریم	۳۶ تا ۴۰	
	" "	الزخرف	۶۳ تا ۶۴	
۳۳	نبی لوگوں کو صرف اللہ کی عبادت کا حکم دیتا ہے	آلعمران	۷۹ تا ۸۰	۶۰
۳۴	حضرت عیسےٰؑ عبد تھے، معبود نہیں	الزخرف	۵۷ تا ۵۹	۶۱
۳۵	مریمؑ و عیسےٰؑ دونوں اللہ کے بندے تھے، معبود نہیں	المائدہ	۷۵ تا ۷۶	۶۳
۳۶	اللہ کا بندہ ہونا مسیحؑ کے لیے باعثِ عار نہیں	النسآء	۱۷۲	۶۴
۳۷	خودساختہ عقیدے گمراہی کے سوا کچھ نہیں	المائدہ	۷۷	۶۵

نمبر شمار	مطالب	سورۃ	آیت	صفحہ
۳۸	اہلِ انجیل کی ذِمّہ داری	المائدہ	۴۷	۶۵
۳۹	منکرینِ حق پر لعنت	//	۷۸ تا ۷۹	۶۶
۴۰	معرکۂ حق و باطل (سانحۂ کربلا)			۶۸
۴۱	خطبات سیدنا امام حسینؑ			۷۹
۴۲	ایک خواب			۱۰۶
۴۳	حسینی قافلہ کربلا میں			۱۰۸
۴۴	حضرت زینبؓ مقتل میں			۱۵۸
۴۵	اہلبیت کی مدینہ کو واپسی			۱۷۳
۴۶	قاتلانِ حُسینؑ کا انجام کیا ہوا			۱۷۶
۴۷	شہادت کے بارے میں رویائے صادقہ			۱۸۵
۴۸	شہدائے کربلا معلّٰے کے اسماء			۱۸۹
۴۹	مناقب و فضائل خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم			۱۹۸

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اٰمین

امروز سعید و مسعود و مبارک

پنجشنبہ ۱۲ ربیع الاوّل ۱۴۱۶ھ / ۱۰ اگست ۱۹۹۵ء

ابوانیس محمّد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المہاجر الی اللہ والمتوکّل علے اللہِ العظیم،

المستفیض دارالاحسان چک ۲۴۲ ر-ب (دسُوھہ) سمندری روڈ ضلع فیصل آباد پاکستان

فون نمبر: ۶۷۹۹۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ یا حی یا قیوم اللّٰھم صل وسلم وبارک علیٰ سیدنا ومولانا وحبیبنا محمد
النبی الامی وعلیٰ آلہ واصحابہ وعترتہ بعدد کل معلوم لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو
الحی القیوم واتوب الیہ یا حی یا قیوم

قُلْ

عِشْقُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

مَذْهَبِيْ وَحُبُّهُ مِلَّتِيْ

وَطَاعَتُهُ مَنْزِلِيْ!

(یہ کہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میرا
مذہب محبت میری ملت اور اتباع میری منزل ہے

ابو انیس محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
آمین آمین آمین یا ربّ العٰلمین ط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ یاحیّ یاقیوم
اللّٰھم صلّ وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا وحبیبنا محمدٍ النبی الاُمّی
وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلومٍ لک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک
وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفر اللہ الذی لا الٰہ الا ھو الحیّ القیوم واتوب الیہ
یاحیّ یاقیوم

مکشوفاتِ

منازلِ اِحسانؒ

المعروف بہ

مقالاتِ حکمت

دارالاِحسان

ابوانیس محمد برکتؒ علی لودھیانویؒ

المقام النجاف الصحاف لمقبول المصطفین ○ دارالاحسان فیصل آباد پاکستان